عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۱۹ تا ۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ جون ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۵

ظفر اللہ خان قادیانی ننگِ وطن کردار کی چند جھلکیاں

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت گوجرانوالہ کی سرگرمیاں

حضرت شہیدِ اسلامؒ اور فتنہ قادیانیت کا استیصال

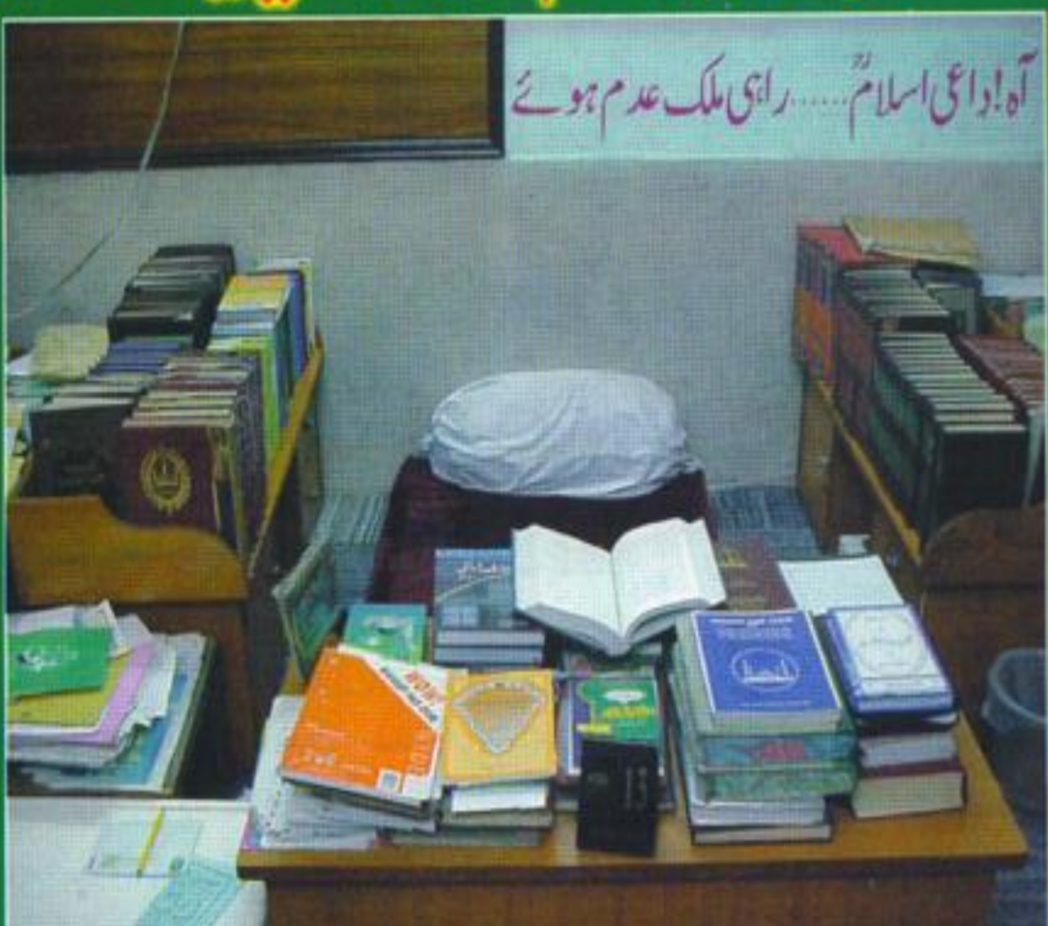

آہ! میرے شیخ شہیدِ اسلامؒ

نسبتِ صدّیقی سے نسبتِ فاروقی تک شہیدِ اسلامؒ کی خدمات کا سفر

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

عورتوں کی نماز کے چند مسائل

عورت پر نماز کب فرض ہوتی ہے :

س..... کتنی عمر میں عورت پر نماز فرض ہوتی ہے؟

ج..... جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے ورنہ عورت پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔

عورت کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے :

س..... اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کے وقت ضروری پوشیدہ کپڑا (سینہ بند) ضرور پہنے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ کپڑا یعنی سینہ بند کفن میں بھی شامل ہے جبکہ اکثر جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہئے اب آپ فرمایئے کہ کون سی بات درست ہے اور آیا سینہ بند نماز کے وقت ضروری ہے؟

ج..... عورت کو نماز میں ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی سارا بدن ڈھکنا ضروری ہے۔ سینہ بند ضروری نہیں۔ جن لوگوں نے سینہ بند کو ضروری کہا انہوں نے غلط کہا۔

ایسے باریک کپڑوں میں جن سے بدن جھلکے، نماز نہیں ہوتی :

س..... ہم گرمیوں میں لون اور وائل کے باریک کپڑے پہنتے ہیں اور اسی حال میں نماز بھی پڑھتے ہیں تو کیا ہماری نماز قبول ہو جاتی ہو گی؟ کیونکہ ہماری ایک عزیزہ نے بتایا تھا کہ ان کپڑوں میں نماز قبول نہیں ہوتی کیونکہ ان میں سے جسم جھلکتا ہے۔

ج..... جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے ان سے نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے دوپٹہ موٹا استعمال کرنا چاہئے۔

عورت کا ننگے سر یا ننگے بازو کے ساتھ نماز پڑھنا

س..... بعض خواتین نماز کے دوران اپنے بال نہیں ڈھانکتیں۔ دوپٹہ انتہائی باریک استعمال کرتی ہیں یا پھر اتنا مختصر ہوتا ہے کہ کہنیوں سے اوپر بازو بھی ننگے ہوتے ہیں اور ستر پوشی بھی ٹھیک طرح سے ممکن نہیں ہوتی۔ ایسی خواتین سے جب کچھ کہا جائے تو وہ فرماتی ہیں کہ جب بندوں سے پردہ نہیں تو اللہ سے کیا؟ آپ کے خیال سے کیا ایسے نماز ہو جاتی ہے اور اگر ہوتی ہے تو کیسی؟

ج..... چہرہ، دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک، ان تین اعضا کے علاوہ نماز میں پورا بدن ڈھکنا عورت کے لئے نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ خواتین کا یہ کہنا کہ: "جب بندوں سے پردہ نہیں تو خدا سے کیا پردہ؟" بالکل غلط منطق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تو کپڑے پہننے کے باوجود آدمی چھپ نہیں سکتا، تو کیا پورے کپڑے اتار کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے گی؟ پھر بندوں سے پردہ نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے جو عورت اس گناہ میں مبتلا ہو اس کے لئے یہ کیسے جائز ہو گیا کہ وہ نماز میں بھی ستر نہ ڈھانکے؟ الغرض عورتوں کا یہ شبہ، شیطان نے ان کی نمازیں غارت کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔

بچہ اگر ماں کا سر درمیان نماز ننگا کر دے تو کیا نماز [illegible]

س..... یہ مسئلہ [illegible] تین سال کی عمر کے بچے کی ماں نماز [illegible] ہے۔ بچہ ماں سے [illegible] کی جگہ لپٹ جاتا ہے۔ جب ماں سجدے میں ہوتی ہے تو بچہ ماں کے [illegible] سے دوپٹہ اتار دیتا ہے اور [illegible] بھی [illegible] دیتا ہے۔ کیا اس حالت میں ماں کی نماز ہو جاتی ہے؟

ج..... نماز کے دوران اگر سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی، اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو گئی۔

ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا

س..... جو عورتیں کہ اکثر ساڑھی باندھتی ہیں کیا وہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

ج..... ان کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اور لباس ایسا پہنیں جس میں بدن نہ کھلتا ہو، بیٹھ کر ان کی نماز نہ ہو گی۔ اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑھی میں بھی ہو جائے گی مگر ساڑھی خود ناپسندیدہ لباس ہے۔

کیا ساڑھی پہننے والی عورت بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہے :

س..... ساڑھی پہننے والی بعض مستورات کا کہنا ہے کہ: "چونکہ ہم ساڑھی پہنتے ہیں اس لئے ہم فرض اور سنت نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں" کیا ان کا یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ ضعیف العمر نہیں نہ ہی بیماری یا معذوری ہے۔

ج..... نفل نماز تو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے، گو بیٹھ کر پڑھنے کا آدھا ثواب ملے گا لیکن فرض نماز بیٹھ کر نہیں ہوتی کیونکہ قیام نماز کا رکن ہے مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی، اور اصول یہ ہے کہ نماز کا رکن فوت ہو جائے تو نماز نہیں ہوتی لہٰذا جو عورتیں فرض نماز بغیر معذوری کے بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی ہاں! جسم کا صحیح طریقے سے ڈھانکنا ضروری شرط ہے چاہے ساڑھی ہو چاہے شلوار، پاجامہ۔

http://www.Khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد ۱۹ ۱۹ تا ۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ جون ۲۰۰۰ء شمارہ ۵

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا منظور احمد الحسینی، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو راجپوت

ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ: فیصل عرفان

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قاتل ایک سال ہونے کو ہیں اور دندناتے پھر رہے ہیں (اداریہ) 4
آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرم آئے بہار آئی .... (شاہ مصباح الدین شکیل) 6
ظفر اللہ قادیانی! ایک محسن کش کردار کی چند جھلکیاں .... (چودھری رستم علی) 7
شہید اسلامؒ اور قادیانیت کا استیصال .... (مولانا مفتی محمد جمیل خان) 10
نسبت صدیقی سے نسبت فاروقی تک! شہید اسلامؒ کی خدمات .... (مولانا نذیر احمد تونسوی) 14
آہ! میرے شیخ ...... شہید اسلامؒ (نور اللہ مرقدہ) .... (مولانا نعیم امجد سلیمی) 19
ختم نبوت گوجرانوالہ کی سرگرمیاں .... (جناب حافظ محمد ثاقب) 24
قادیانی گھرانے کا قبول اسلام .... (جناب نور شاہ جہاں) 25
آہ! داعی اسلامؒ ...... راہی ملک عدم ہوئے .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 27

زر تعاون بیرون ممالک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بحرین، شرق وسطی، ایشیائی ممالک ۵۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۱۸۹۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0171-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر عزیز الرحمن جالندھری — طابع سید شاہد حسن — مطبع القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

(اداریہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قاتل ایک ماہ ہونے کو ہیں اور دندناتے پھر رہے ہیں

حکیم العصر، مرشد العلماء، ولی کامل، شہید ناموس ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث، اقرأ روضۃ الاطفال کے مدیر، ترجمان ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے سانحہ شہادت کو تقریباً ایک ماہ ہونے کو ہے لیکن تاحال قاتلوں کی گرفتاری تو دور کی بات ہے ہماری معلومات کے مطابق قاتلوں کی نشاندہی بھی نہیں ہو رہی اور نہ ہی اس سلسلے میں متعلقہ ایجنسیوں کو کوئی سراغ ملا ہے۔ جنرل پرویز مشرف کی ذاتی ہدایت، کور کمانڈر جناب مظفر عثمانی کی ذاتی دلچسپی اپنی جگہ بہت اہم اور انہوں نے ملاقاتوں میں جس قسم کا تاثر دیا ان سے ان کے اخلاص میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا اور حقیقت بھی یہ نظر آئی ہے کہ انہوں نے اپنے عملہ اور تفتیشی ٹیم کو خصوصی ہدایت بھی جاری کی ہے اور وہ وقتاً فوقتاً اس بارے میں باز پرس بھی کرتے ہیں لیکن پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ ابھی تک صحیح رخ کی طرف معاملہ جا نہیں رہا اور قاتلوں کی گرفتاری کے امکانات معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ فوجی حکام کی وجہ سے سول انتظامیہ اس معاملہ میں بالکل الگ تھلگ ہے۔ اس لئے ان کو قصوروار تو نہیں ٹھہرایا جا سکتا لیکن یہ سوال تو کیا جا سکتا ہے کہ جناب کمشنر صاحب، گورنر سندھ صاحب، ہوم سیکریٹری صاحب بھی اس صوبہ کے امن وامان کے مکمل ذمہ دار ہیں اور کوئی واقعہ اس صوبہ میں ہو جائے تو وہ اس سے بری قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ کیا وہ خود اس بات کے مکلف نہیں کہ وہ فوجی حکام کی رہنمائی کر کے قاتلوں کی نشاندہی کریں؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر پولیس چاہے تو قاتل کسی صورت میں راہ فرار اختیار کر نہیں سکتے اور نہ ہی ملک سے بھاگ سکتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ قاتلوں کو نہ زمین نے نگلا ہے اور نہ آسمان ان کو کھا گیا ہے، وہ کراچی کی تنگ وتاریک گلیاں ان لوگوں کی پشت پناہی میں ہیں جو اس سے قبل بے شمار قتل میں ملوث ہیں وہ چاہیں تو بغیر کسی جرم کئے کسی کو گرفتار کروا دیتے ہیں اور اگر وہ نہ چاہیں تو سو قتل کرنے والے قاتل کو بھی کوئی ان کی پناہ سے نہیں نکال سکتا۔ ہماری معلومات کے مطابق قاتل ہندوستان یا اسرائیل سے نہیں آئے تھے وہ اسی پاکستان کی دھرتی کے وہ ناپاک جرثومے ہیں جن کو جو چاہے استعمال کر لے۔ وہ چند ٹکوں کی غرض سے ملک وملت کے سوداگر ہونے سے باز نہیں رہ سکتے۔ ان کے نزدیک ان کے ماں باپ، بہن، بھائی کا تقدس کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ عالم دین تو بہت دور کی بات ہے۔ انہوں نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو اس لئے شہید کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں خاص کر کراچی میں جہاد کی باتیں نہ ہوں، یہاں نیکی اور بھلائی کا کام ترک ہو جائے، ہماری درس وتدریس کا سلسلہ ختم ہو جائے، یہاں کوئی اسلام کا نام نہ لے اور وہ جو چاہیں کریں۔ ہم ان پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ انشاء اللہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا مشن جاری رہے گا۔ ہم انتظامیہ پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ قاتلوں کو گرفتار نہ کر کے ایک طرف تم خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہو اور دوسری طرف تم عوام کے غیض وغضب میں اضافہ کر رہے ہو۔ علماء کرام کی خاموشی کو بزدلی پر محمول کرنے کو تمہارے نہ اندازے پہلے درست ہوتے تھے اور نہ اب ہوں گے۔ علماء کرام نے ۲/ جولائی کو اسلام آباد میں پورے پاکستان کے علماء کرام کا اجلاس طلب کر لیا ہے۔ اس میں ان تمام امور پر غور کیا جائے گا اور مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ حکومت کی بہتری اس میں ہے کہ وہ اس سے قبل قاتلوں کو گرفتار کرے بصورت دیگر علماء کرام جہاد کا اعلان کرنے پر مجبور ہوں گے۔ بہر حال قاتل نہ خدا کے عذاب سے بچ سکیں گے اور سازش کرنے والے بھی بے نقاب ہوں گے (انشاء اللہ) مولانا شہیدؒ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

جنرل مشرف کی یقین دہانی

۱۲/ ربیع الاول کو جنرل پرویز مشرف نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ ان کے پاس اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پہنچ چکی ہیں اور وہ ایک مہینہ کے اندر اندر ان سفارشات کو منظور کر کے عبوری آئین کی شکل میں پاکستان میں نافذ کر دیں گے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے اگر یہ بات واقعی طور پر کہی ہے تو بہت ہی خوش آئند بات اور مذہبی جماعتوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی خون کی برکات کا ظہور ہے، کیونکہ وہ اس معاملے کی پاداش میں شہید کئے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پہلے ہی دن سے مطالبہ ہو رہا تھا کہ عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترامیم، امتناع قادیانیت آرڈی نینس، اسلامی دفعات شامل کی جائیں۔ جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے اور ملک کا اسلامی تشخص کسی صورت میں ختم کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل اس سلسلے میں اخباری بیان کے ذریعہ واضح کر چکی ہے کہ جمعہ کی تعطیل ہونی چاہئے اور عبوری آئین میں ان دفعات کو شامل کیا جائے۔ ایک فیصلہ جنرل مشرف حرمین شریفین میں کریں گے، وہ حرم مکہ اور روضہ مبارک پر دعا

کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ اور توفیق مرحمت فرمائے۔ انشاء اللہ العزیز علماء کرام ان کا ساتھ دیں گے اور ان کو بہت زیادہ خداتعالیٰ کی تائید حاصل ہوگی اور وہ تاریخ میں بہترین فرد کی حیثیت سے امر ہو جائیں گے۔ بہر حال اگر جنرل صاحب نے عزم کر لیا ہے تو ہم ان کو پیشگی مبارکباد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کے ساتھ اس سلسلے میں بھرپور تعاون کرے گی۔

۶/اگست برمنگھم میں پندرھویں ختم نبوت کانفرنس کی تیاریاں

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے مشورے کے مطابق ۶/اگست کو پندرھویں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد جامع مسجد برمنگھم میں ہوگا۔ کانفرنس اپنی شان و شوکت اور آب و تاب کے باوجود ایک سوگوار کیفیت کے ساتھ منعقد ہوگی۔ جاں نثاران ختم نبوت اپنے مرشد اور ترجمان ختم نبوت کی یاد میں پرنم آنکھوں کے ساتھ اس کانفرنس میں شرکت کریں گے اور آپ کے خطاب کی کمی کو محسوس کر کے اور زیادہ افسردہ ہوں گے۔ بہر حال یہ صورت حال تو آغاز دنیا سے چلی آرہی ہے اور قیامت تک چلے گی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تشریف لے گئے، مولانا محمد علی جالندھری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد حیات، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری، امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہم اللہ تعالیٰ تشریف لے گئے اور اپنے بعد امانت کو دیگر علماء کرام کے حوالے کر گئے۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بھی تشریف لے گئے لیکن ان کی یادیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام کرتے ہوئے درس و تدریس، دعوت و تبلیغ، جہاد افغانستان، جہاد کشمیر، تحریک تحفظ ناموس رسالت، طریقت و تصوف ہر جگہ رہیں گی اور امت مسلمہ کے مسلمانوں کے جذبات کو ابھارتی رہیں گی اور لوگ آپ کی شہادت سے جرأت اور ہمت کا سبق حاصل کرتے رہیں گے۔ بات ہو رہی تھی کہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی مشاورت سے ۶/اگست کو لندن میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا تھا اور حضرت ہی کے حکم سے اس کی تیاریاں شروع کر دی گئیں، مولانا منظور احمد الحسینی، حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ، طہٰ قریشی، مفتی محمد اسلم، مولانا عزیز الرحمٰن کراؤلے، مولانا قاری ہاشم، مولانا اکرام الحق ربانی، حافظ اکرام و دیگر علماء کرام انگلینڈ کا دورہ شروع کر چکے ہیں جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کے فیصلے کی روشنی میں جماعت کے ناظم نشریات مولانا محمد اکرم طوفانی، یکم جولائی کو دورہ شروع کریں گے، امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان، حضرت مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد ۲/جولائی سے دورہ شروع کریں گے۔ اجلاس کے فیصلے کے مطابق اس سال مولانا فضل الرحمٰن، مفتی رفیع عثمانی، مولانا سعید احمد پالن پوری، امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی، مولانا محمد عثمان، سربراہ شعبہ ختم نبوت دیوبند کو مدعو کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جو بزرگ تشریف لائیں گے ان کا اکرام کیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک ایسا مشترکہ پلیٹ فارم ہے جس میں حصہ لینا ہر شخص اپنی سعادت سمجھتا ہے، جماعتی وابستگی سے بالاتر ہو کر مسلمان اس میں شرکت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں گزشتہ سالوں سے مولانا فضل الرحمٰن اور جمعیت علماء اسلام سے وابستہ علماء کرام کے اخراجات جمعیت علماء برطانیہ برداشت کریں گے کیونکہ ان کی کانفرنس ایک ہفتہ بعد ہوتی ہے اس طرح دیگر جماعتوں اور اداروں کے علماء کرام بھی اپنا ٹکٹ خود ادا کرتے ہیں۔ گزشتہ سال مفتی خالد محمود، مولانا محمد طیب نقشبندی، قاری عبدالملک، مولانا اقبال اللہ، مولانا احسان اللہ ہزاروی، مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی، حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا عبدالمجید سکھروالے، مولانا عبدالمجید ہزاروی، مولانا محمد طلحہ رحمانی، مولانا ہارون مطیع اللہ، حاجی شہنواز، قاری عبدالمالک صدیقی، عبدالرؤف خان، مولانا محمد طیب لدھیانوی، حافظ جاوید، علیم الدین اور محمد محسن، حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی، حافظ شبیر احمد، حکیم عبدالکریم، مولانا خلیق احمد اخون، قاری عمر خطاب، قاری محمد رفیق، مولانا سعید احمد جلالپوری، حافظ محمد ایوب، سلمان حمید، قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا شمس الحق مشتاق، حافظ جاوید اقبال، راشدی، قاری محمد صدیق، قاری عبدالغفور، مولانا لیاقت علی شاہ، فرزند شیخ القرآن مولانا اشرف علی، اپنے ٹکٹ اور اخراجات پر تشریف لے گئے۔ ہم ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے اتنی عظیم قربانیاں پیش کرتے ہیں، توقع کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح تعاون کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کے تعاون کو قبول فرمائے۔ (آمین)

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں!

جو احباب ہفت روزہ "ختم نبوت" کے باقاعدہ طور پر قاری ہیں، ان کے نام کچھ بقایاجات واجب الادا ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ تمام احباب کو ریمائنڈر ارسال کئے جا چکے ہیں، جلد از جلد ادائیگی کر دیں اور زرِ تعاون ارسال کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک وغیرہ بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں شکریہ.......... (ادارہ)

آپ ﷺ آئے بہار آئی

جب سارا عالم کفر وشرک کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا، تو عرب کے افق پر وہ آفتاب ہدایت طلوع ہوا جس نے سارے عالم کو بقعہ نور بنا دیا۔ (مدیر)

"حضرت آمنہ بڑی صاحب حوصلہ اور ذہین خاتون تھیں۔ شوہر کا داغ جدائی بڑی ہمت سے برداشت کیا۔ حضرت عبداللہ کے انتقال کے وقت ایک روایت کے موجب دو ماہ کا عرصہ ہو گیا تھا کہ حضرت آمنہ نور محمدی کی امین بن چکی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں۔ کبھی مجھے نہ کوئی بوجھ اور نہ کوئی ثقل محسوس ہوا۔ ان ہی دنوں ایک رات نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں ایک ندا آئی کہ اے خاتون تو اس امت کے سردار اور نبی کے ساتھ حاملہ ہوئی ہے۔ زمانہ حمل میں آپ نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ ایک سیلاب نوران کے اندر سے نکلا، جس سے ہر چیز منور ہو گئی۔ یہاں تک کہ شام کے محلات بھی روشن ہو گئے۔ وقت ولادت یہی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اپنے نور نظر اور لخت جگر کو اللہ وحدہ لا شریک کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر اس شخص کے شر سے جو حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔

وقت ولادت آیا تو حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ چند دراز قد خواتین نظر آئیں۔ پوچھنے پر ایک نے اپنا نام آسیہ (زوجہ فرعون، جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی) اور دوسری نے مریم (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بتایا ان کے ساتھ باقی جنت کی حوریں تھیں۔ خواتین قریش میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ حضرت شفاء اور والدہ حضرت عثمان ابن ابی العاص موجود تھیں۔

مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو تورات و انجیل کا عالم تھا۔ جب وہ صبح سعادت طلوع ہو گئی اور نور محمدی مجسم ہو کر دنیا میں جلوہ گر ہو گیا تو اس نے پوچھا اے اہل قریش کیا رات

تحریر: شاہ مصباح الدین شکیل

میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ جواب ملا کہ ہمیں علم نہیں۔ اس نے کہا جاؤ اور تحقیق کرو، ہماری آسمانی کتابیں کہتی ہیں کہ کل وہ ہستی ظہور میں آگئی، جسے نبی آخرالزماں ہونا ہے۔ قریش کے گھر گھر سے خبر لی گئی، معلوم ہوا کہ سردار مکہ کی بہو آمنہ زوجہ عبداللہ کی گود ہری ہوئی ہے۔ یہودی عالم نے اطلاع پا کر کہا افسوس نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی اور ان کے ہاتھوں سے کتاب الٰہی بھی نکل گئی۔

شاعر بزم نبوی حضرت حسانؓ بن ثابت بیان فرماتے ہیں: مجھے اچھی طرح یاد ہے میری عمر سات سال کی تھی کہ ایک دن میں نے ایک یہودی عالم کو یثرب کے ایک بلند [illegible] اے گروہ یہود! جب سب جمع ہو گئے تو اس نے کہا آج رات احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ستارہ طلوع ہو گا جس میں وہ پیدا ہوں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے یثرب تشریف لائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۵۳ سال تھی اور حضرت حسانؓ ۶۰ سال کے تھے، جنہوں نے یہودی عالم کو اعلان کرتے سنا تھا۔

ربیع الاول کی ۹ تاریخ، پیر کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا کہ امین بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی۔ وہ آئے جن کے آنے سے گلزار ہستی میں رونق آگئی، جو عرب اور عجم کے لئے ہی رحمت بن کر نہیں آئے بلکہ سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے۔ جن کی آمد پامال انسانیت اور پژمردہ گلدستہ اخلاق کے لئے آب نیساں اور صبائے جاں فزا ثابت ہوئی۔ جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ، اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی شاخ تمنا کا گل تر اور جو توریت کی نشانیوں کے لئے فاران وشعیر کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوا۔ جو نوید حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہے، اس کی ذات انبیائے کرام علیہم السلام کی خوبیوں کا خلاصہ ہے، جو خلق آدم، معرفت شیث، جرأت تبلیغ نوح، خلعت ابراہیم، زبان دانی اسماعیل، رضا جوئی اسحاق، خطابت صالح، حکمت لوط، بشارت یعقوب، حسن یوسف، استقامت موسیٰ، صبر ایوب، اطاعت یونس، جہاد یوشع، لحن داؤد، محبت دانیال، شوکت سلیمان، عظمت الیاس، عصمت یحییٰ اور زہد عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مجموعہ ہے۔"

ننگِ وطن کردار ظفر اللہ خان قادیانی کی چند جھلکیاں

سر ظفر اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو بچپن میں دیکھا اور اس کی نبوت پر ایمان لایا کیونکہ یہ گھرانہ قادیانیت کی آغوش میں جا پڑا تھا۔ ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد سیالکوٹ میں ایک لیکچر دینے گیا تو ظفر اللہ خان اس مجلس میں موجود تھا۔ وفاداری اور استواری کے اصول کے تحت ظفر اللہ خان نے تمام عمر قادیانیت کے لئے وقف کر دی، مرزا قادیانی کے بعد حکیم نور الدین کے دور (۱۹۰۸ء_۱۴ء) میں اس نے لندن سے تعلیم مکمل کی اور پھر مرزا محمود (۱۹۱۴ء، ۱۹۶۵ء) کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔ مرزا محمود کے بعد تیسرے قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد اور موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد سے بھی اس نے بھرپور تعاون کیا اور کسی طور بھی قادیانیت کی ترویج اور اپنے مشن کے لئے کام کرنے میں کوتاہی نہ کی۔ اگرچہ اس دور میں قادیانیت کو بہت سخت اور صبر آزما حالات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

ظفر اللہ کا تمام کیریئر اس بات منحصر تھا کہ وہ انگریز کے خود کاشتہ پودے کی شنی کا پتا تھا۔ برطانوی سامراج کی پالیسیوں کی تکمیل اور ان کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ اسی شخص کی ذات تھی، انگریز کو اس کی وفاداری، تاجِ برطانیہ سے محبت، برطانوی راج کے استحکام کے لئے سرفروشی اور فدائیت پر پورا پورا یقین و اعتماد تھا۔ برطانوی حلقوں میں وہ شاہ (انگلستان) اسے زیادہ وفادار سمجھا جاتا تھا۔ قادیانی جماعت نے ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۷ء تک جن جن سیاسی سازشوں میں حصہ لیا اس کے پس پردہ اس کی مشاورت اور مرزا محمود کے احکامات کو گہرا دخل تھا۔

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اول ترکی، خلافت، عدم تعاون، ہجرت وغیرہ کی تحریکوں میں قادیانیوں کے گھناؤنے اور اسلام دشمن سیاسی کردار میں سر ظفر اللہ کا بڑا حصہ تھا۔ اسی نے پہلی دفعہ مرزا محمود کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں سیکرٹری آف اسٹیٹ لارڈ منٹو سے دہلی میں ملاقات کی اور سیاسی امور خصوصاً خود مختار حکومت کے مسئلہ پر قادیانی مؤقف کی وضاحت کی۔ اس کے بعد ہر نئے وائسرائے ہند کو قادیانیوں نے جو ایڈریس پیش کئے ان میں وہ پیش پیش رہا۔ ان ایڈریسوں میں قادیانیت کی انتہائی وفاداری، انگریز کی سچی خدمت اور اطاعت کامل کے جذبات کا اظہار ہوتا اور تجدید عہد کی جاتی۔ انگریز کی سیاسی پالیسیوں اور شاطرانہ چالوں کی تکمیل کے لئے ان کو خفیہ فنڈز سے معتدبہ حصہ ملتا تھا۔ مرزا محمود نے کئی خطبوں میں کہا کہ وہ انگریز کی سیاسی خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ قادیانی جماعت برطانوی حکومت کی ایک سیاسی ایجنسی سمجھی جاتی تھی اور وہ انگریز کے جاسوس قرار دیے جاتے تھے۔ انگریز ایک

محترم چودھری رستم علی

طرف خفیہ مالی ذرائع مہیا کرتا تو دوسری طرف مسلمانوں کے کوٹے سے قادیانیوں کو اعلیٰ عہدے عطا کر کے وفادار جماعت کی ترقی میں مدد دیتا۔

سر ظفر اللہ، برطانوی سول سروس کے افسروں اور قادیانی امیدواروں کے درمیان ایک اہم رابطہ تھا، وہ قادیانیوں کی ایک مقررہ تعداد کو فوج، سول اور خفیہ اداروں میں بھرتی کراتا اور ان کو بڑھنے، پھولنے کے مواقع مہیا کرتا تاکہ خلافت کے چندوں میں اضافہ ہو، مرزا قادیانی کی امت بڑھے اور انگریز کے راز محفوظ رہیں۔

سر ظفر اللہ کو سر فضل حسین کی زبردست سرپرستی حاصل رہی، اس کو گول میز کانفرنس میں سر فضل حسین نے بھجوایا تاکہ محمد علی جناح کی آواز کو دبایا جا سکے۔ ان کانفرنسوں میں اس نے سر فضل حسین کی سیاسی پالیسی کے ترجمان کے طور پر کام کیا اور انگریز سے خراج تحسین حاصل کیا اور سر کا خطاب پایا۔ چودھری رحمت علی کی پاکستان اسکیم کو اس نے واہمہ اور ناقابل عمل بتایا۔

۱۹۳۱ء میں انگریز کے خلاف ہندوستانی انقلابیوں کی تحریکوں میں ظفر اللہ خان ہی انگریز کا قانونی مشیر تھا اور دہلی سازش کیس میں سرکار کا وکیل، سر جیمز کیریئر رکن داخلہ سرکار برطانیہ کراؤن کونسل مقرر کرنے میں از حد دلچسپی رکھتے تھے۔ اسی سال ۱۹۳۱ء میں قادیانی حلقوں نے برطانوی اہلکاروں، سرکار پرستوں، جاگیرداروں اور نوابوں کی مدد سے مسلم لیگ کی قیادت کو چار بڑے دھڑوں میں تبدیل کر کے ایک دھڑے کی صدارت کے لئے سر ظفر اللہ کو منتخب کیا، لیکن اسلامیان ہند نے مسلم لیگ کا یہ اجلاس نہ ہونے دیا۔ ایک کوٹھی میں چھپ چھپا کر چند ریزولیشن پاس کر کے پریس کو دے دیے گئے۔ اس زمانے (۱۹۳۲ء) میں وائسرائے نے اسے اپنی کونسل میں بطور ممبر لے لیا۔ سر فضل حسین نے اس کی بھرپور سفارش کی۔

۱۹۳۵ء کے بعد آزادی کشمیر کی جدوجہد میں مسلم زعماء نے ہندوستان سے ایک تحریک کی نیو اٹھائی، مرزا محمود قادیانی نے کشمیر میں قادیانی اسٹیٹ قائم کرنے کی ایک سازش تیار کر کے انگریز کی مدد سے ایک وسیع تبلیغی پروگرام تیار کیا۔ ظفر اللہ نے برطانوی نو آبادیات کی سیاسی پالیسی کی تکمیل کے لئے برطانوی سیکرٹری آف اسٹیٹ کے اشاروں پر کشمیر میں سیاسی رہنماؤں کو خرید کر ریاست میں قادیانی مشن قائم کرائے۔ مرزا محمود نے کشمیر کمیٹی کے پلیٹ فارم کو ان مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ انگریز کشمیر اور شمالی سرحدی علاقوں میں وفادار جماعتوں اور جاسوسوں کو پروان چڑھا کر ایک تو روسی توسیع پسندی کا مقابلہ کرتا

چاہتا تھا دوسرے اس علاقے کے تشخص کو بدلنا چاہتا تھا احراری رہنماؤں نے قادیانیوں کی ان سازشوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور سر ظفراللہ بطور مسلمان وائسرائے کی کونسل میں تقرر کے خلاف آواز اٹھائی قادیان میں احراری تحریک (۱۹۳۴ء) جسٹس کھوسلے کے جرأت مندانہ فیصلے "کشمیر چلو" کے نعرے اور احراری رضاکاروں کی گرفتاریوں نے سامراجی تنظیم قادیانیت پر کاری ضرب لگائی۔ ان حالات میں سر ظفراللہ نے خود اور اپنی والدہ کی معرفت وائسرائے پر کافی اثر ڈالا اور احراری تحریک کو ناکام بنانے کے لئے ہر حربہ اختیار کیا۔

شہید گنج کی تحریک کے درپردہ سیاست میں سر ظفراللہ اور سر فضل حسین کی شاطرانہ چالوں کو گہرا دخل تھا۔ قادیانی رضاکاروں نے مسلمانوں اور احرار کے زعما کے درمیان تصادم پیدا کرنے اور پنجاب کی سیاست میں سرکار نواز یونینسٹ طبقے کو ابھرنے کا موقع دینے میں پوری توانائیاں صرف کیں۔ جس کے نتیجے میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔

۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت جو انتخابات ہوئے ان میں قادیانی جماعت، پنجاب کے یونینسٹ قیادت کے ساتھ تھی۔ قادیانیوں نے مسلم لیگ کی بھرپور مخالفت کی اور کانگریسی وزارتوں کے قیام پر خوشی کے شادیانے بجائے۔ لاہوری جماعت کے اخبار "پیغام صلح" کے ۱۹۳۷ء کی فائل قادیانیت کے سیاسی چہرے کی نقاب کشائی کرتی ہے اور ظفراللہ کے سیاسی کردار کے خدوخال پیش کرتی ہے۔ لاہوری جماعت نے مسلم لیگ کی پالیسی سے اتفاق کیا جبکہ قادیانی جماعت نے کانگریس کا ساتھ دیا اور بعض کانگریسی رہنماؤں کو قادیان مدعو کیا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ کے جرأت مندانہ مقالے نے قادیانیت کے سیاسی عزائم اور دینی غداریوں کو واضح کر دیا تھا جس کے بعد قادیانی پنڈت نہرو سے عقیدت کا اظہار کر رہے تھے پنڈت جی کا لاہور اسٹیشن پر قادیانی رضاکاروں نے استقبال کیا اور فخر قوم کے نعرے لگائے۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۵ء تک کا زمانہ کانگریس سے پینگیں بڑھانے میں گزر گیا۔

دوسری جنگ عظیم میں سر ظفراللہ انگریز کا نفس ناطقہ تھا۔ قادیانی جماعت نے جنگ میں بھرتی دی، مالی تعاون کیا اور بین الاقوامی سطح پر تحریک جدید کے مشنوں کے تحت انگریز کے لئے جاسوسی کی۔ سر ظفراللہ اور مرزا محمود ان تمام کارروائیوں کے پس پردہ برطانوی سروں کے طور پر کام کرتے رہے۔ انہوں نے کبھی بھی مسلمانوں کی آزادی اور حریت کے حق میں آواز نہ اٹھائی۔ جتنی انگریز نے ہندوستان کو آزادی دینے کی پالیسی میں نرمی کی اتنی ہی قادیانی پالیسی میں اپنے مفاد کے لئے لچک پیدا ہوئی۔ ۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک نہ تو سر ظفراللہ نے اور نہ مرزا محمود نے پاکستان کے حق میں کوئی آواز بلند کی۔ ان کی تمام تر توجہ قادیان کو اپنی مملکت بنانے پر مرکوز رہی۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں قادیانی جماعت نے مسلم لیگ کی نام نہاد حمایت کا جو اعلان کیا وہ انتہائی منافقت، عیاری اور موقع پرستی پر مبنی تھا۔ ہر حلقے کے انتخاب میں قادیانیوں نے الگ پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ اکثر جگہوں پر یونینسٹ امیدواروں کا ساتھ دیا گیا۔ اور کئی آزاد امیدواروں نے قادیان میں آکر جماعت احمدیہ (قادیانیت) کا تعاون حاصل کرنے کے معاہدے کئے۔

سر ظفراللہ احرار کی ایک اہم سیاسی شخصیت کو سیالکوٹ سے قادیان لائے اور مرزا محمود سے ایک معاہدہ کرنے کی سفارش کی، کئی انتخابی حلقوں میں قادیانیوں نے مسلم لیگ کے امیدواروں کے خلاف ذلیل پروپیگنڈہ کیا اور انہیں ناکام بنانے کے حربے اختیار کئے، سر ظفراللہ کا ایک بھی ایسا بیان موجود نہیں جس میں اس نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا ہو، یا مسلم لیگ کی ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک کی سیاسی پالیسی کے حق میں کوئی واضح بیان دیا ہو۔

قادیان کی آزادانہ حیثیت کے قیام کے لئے ۱۹۴۷ء کے وسط میں مرزا محمود نے اپنی سیاسی پالیسی میں جو معمولی تبدیلی پیدا کی اور مسلم لیگ کی طرف جس جھکاؤ کا اظہار کیا اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا، کیونکہ پنجاب کی تقسیم کا اعلان ہو چکا تھا اور پاکستان کا وجود ایک حقیقت بن کر ابھر رہا تھا، قادیان میں علیحدہ ویٹیکن قسم کی ریاست عملاً دشوار امر تھا۔

۔ [illegible] میں امریکی سیکریٹری آف اسٹیٹ [illegible] سر ظفراللہ جج مقرر ہوا [illegible] پاکستان میں امریکی خدمات کی انجام دہی کا ثمرہ تھا۔ پاکستان [illegible] پھنسنے کے سلسلے میں [illegible] افزائی کی۔ سر ظفراللہ نے جنوب مغربی [illegible] انتخاب کے مسئلے پر عالمی عدالت میں جو [illegible] اس کے نتیجے میں برطانوی اور امریکی آقاؤں کی تائید حاصل کر کے اسے عدالت کی صدارت تو مل گئی لیکن یہ داغ کسی طرح دھل نہ سکے گا۔ برطانوی سامراج کی شخصی یادگار سر ظفراللہ محکوم اقوام کی آزادی کا ترجمان بن ہی نہیں سکتا تھا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک میں بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں لندن مشن اور سر ظفراللہ کے بیانات تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں اور ان کی تلخی ابھی تک ہمیں یاد ہے۔ بین الاقوامی عدالت میں ظفراللہ کے کردار کا ذکر ہی کیا ۱۹۳۵ء میں برطانوی سامراج نے آزادی پسند چین کی تحریک حریت کے زمانے میں اسے اپنا ایجنٹ نامزد کر کے خصوصی خدمات کی بجاآوری کے لئے چین روانہ کیا۔

ظفراللہ خان کٹر قادیانی تھا، مسلمانوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے پر ایمان رکھتا تھا، اسی لئے جناح صاحب کا جنازہ نہ پڑھا، وہ قادیانیوں کو سرکاری ملازمتوں میں لانے اور جماعت کے لئے سیاسی اور مادی فوائد کے حصول میں کوشاں رہا، وہ ہجم کے کرنل لارنس اور برطانوی سامراج کا عظیم حاشیہ بردار تھا، وہ استحصالی اور اسلام دشمن تھا اور حریت کش طبقات کا ترجمان اور آزادی کے متوالوں کا سخت مخالف تھا۔ برطانیہ، امریکہ، اسرائیل اور قادیانی خلیفوں کے درمیان اہم رابطے کا ذریعہ تھا۔

اس کے ذاتی کردار کے بارے میں اگر کسی صاحب کو دلچسپی ہو تو ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء کے الفضل قادیان اور پیغام صلح لاہور ملاحظہ کرے، خاص طور پر اس زمانے کی تحریرات جبکہ خلافت جوبلی ۱۹۳۹ء پر اس نے مرزا محمود کو روپوں کی تھیلی پیش کی اور لاہوری امیر جماعت محمد علی نے اسے باہمی اختلافات میں ثالث بننے کی ایک دعوت دی۔

ختمِ نبوت ایجوکیشنل سوسائٹی (اسلام آباد)

215 گلی نمبر 31، سیکٹر G-10-1 اسلام آباد فون: 280566

تعارف:

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، ختم نبوت پر ہمارا کامل ایمان ہے، عقیدہ ختم نبوت مسلمان کی ایک بنیادی پہچان ہے، ہمارے عقیدے کو مستحکم کرنے کے لئے قرآن کریم میں کم و بیش سو آیات مقدسہ ہیں جو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں، اسی طرح تقریباً دو سو احادیث متواترہ ختم نبوت کو متشرح اور واضح کرتی ہیں۔ ختم نبوت کے موضوع پر مسلمانوں میں ہر مکتبہ فکر کے بیروکار یکساں خیالات کے حامی ہیں۔ اس موضوع پر تمام امت مسلمہ میں دو مختلف آرا نہیں، مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت خاتم الشرائع، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب خاتم الکتب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین خاتم الادیان، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد خاتم المساجد، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ختم نبوت اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؐ ہیں۔ اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

اسی طرح جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

"میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں، میرے آنے کے بعد قصر نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔"

چنانچہ ان واضح احکامات کے باوجود دشمنان اسلام اپنی جھوٹی اور مکارانہ تاویلات کے ذریعہ ان مسلمانوں کو کفر و الحاد کے سمندر میں دھکیل کر نہ صرف ان کی عاقبت خراب کرتے ہیں بلکہ امت مسلمہ پر ضرب کاری لگانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

اپنے مسلمان بھائیوں کی معلوماتِ ختم نبوت میں اضافہ کی غرض سے اس سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:

اغراض و مقاصد:

☆...... امت مسلمہ (بوڑھے، جوان، مرد، عورت، تعلیم یافتہ، ان پڑھ) میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ختم نبوت کے تصور کو اجاگر کرنا۔

☆...... درج بالا مقصد کی تکمیل کے لئے موضوع ختم نبوت پر سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے خطبات کا بندوبست کرنا۔

☆...... "اپنی مدد آپ" کے تحت مسلمانوں کو ختم نبوت کے موضوع پر کتابیں، رسائل و اخبارات وغیرہ کا فراہم کرنا۔

☆...... سیکٹر G-10-1 اسلام آباد کے طلبہ و طالبات میں ختم نبوت پر مبنی ان معلومات کو فراہم کرنا جن کی مدد سے ہماری ملتِ اسلامیہ کا یہ ستون نہ صرف اپنی انفرادی سطح پر عقیدۂ ختم نبوت سے آراستہ ہو بلکہ اجتماعی سطح پر بھی محافظِ اسلام کا کردار ادا کرے یعنی اپنے ہم مکتب و دیگر طلباء و طالبات کو معلومات ختم نبوت فراہم کرے اور اس کاوش میں ہر فرد (Each One Should Teach One) کے نصب العین پر کاربند ہو۔

☆...... گھر کی چار دیواری میں رہائش پذیر ضعیف و نادار افراد یا پردہ دار خواتین جنہیں عقیدۂ ختم نبوت پر کامل یقین عملاً شغف ہو ان تک متعلقہ مواد کا بہم پہنچانا تاکہ یہ لوگ بھی اس حاصل شدہ مواد سے مستفید ہو کر اپنا ایمان تازہ کریں، اور ختم نبوت پر اپنے پختہ عقائد کے ذریعے اپنی عاقبت سنوارنے کی سعی کریں۔

☆...... بین الاقوامی سطح پر ختم نبوت کی تبلیغ و تشہیر کرنے والے افراد اور اداروں سے رابطہ و تعاون قائم کرنا تاکہ جدید تقاضوں کے مطابق عقیدۂ ختم نبوت میں آنے والی تبدیلیوں سے ملتِ اسلامیہ پاکستان کو آگاہ رکھا جائے۔

☆...... مسلمان اور پاکستانی ہونے کے ناطے اپنے فرائض پہچان کر اس طرح کام کرنا کہ پاکستان کی تحریک و تخلیق کا مقصد پورا ہو۔

حضرت شہید اسلامؒ اور فتنۂ قادیانیت کا استیصال

مفتی محمد جمیل خان

نبی آخر الزمان، رحمت عالم، شفیع امم، معلم انسانیت، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، نبی السیف، نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کا ہر پہلو امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کرام علیہم السلام کے محاسن کا مجموعہ بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا، لیکن ختم نبوت آپ کی ایسی صفت ہے جو تمام صفات پر غالب ہے اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کو ایسے خصوصی اعزازات، شرف اور فضیلت عطا کی کہ جس کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب کائنات سے درخواست کی یہ امت ان کو عطا کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ امت میرے محبوب اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔" جن کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر سلسلہ نبوت پر مہر لگائی گئی اور اس عقیدۂ کے تحفظ کی برکت سے امت محمدیہ کو "شاہد" کے اعزاز سے متصف کیا تاکہ وہ گزشتہ انبیا کرام علیہم السلام پر گواہی دیں گے۔ ختم نبوت کے اس عقیدۂ کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگائیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخری چند گھنٹوں میں اسود عنسی کو جہنم رسید کر دیا گیا، جس کی اطلاع حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطلع کیا۔

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شرکت کا اعلان کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مختلف لشکروں میں تشکیل کی وجہ سے بدری، مفسرین، محدثین، حفاظ، قرأ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لشکر میں شامل کیا گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کو اس کے چالیس ہزار لشکر سمیت جہنم رسید کیا گیا۔ ۱۲ سو سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت پر اپنی جانیں نچھاور کیں جن سے سات سو حفاظ، قرأ، محدثین، مفسرین شامل تھے۔ اس کے بعد یہ سنت جاری ہو گئی کہ جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد فرض ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عقیدۂ ختم نبوت کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل مانگنا بھی کفر ہے، کیونکہ دلیل طلب کرنے سے اس کے ذہن میں تصور ابھرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا امکان ہے، حالانکہ اب امکان بھی باقی نہیں رہا۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے کسی بھی دور میں کسی جھوٹے مدعی نبوت کو کسی بھی انداز میں قبول نہیں کیا۔ اس طرح ۱۸۹۲ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت، مہدویت، مسیح موعود کی آڑ میں جھوٹے دعویٰ نبوت کی طرف سفر شروع کیا تو علماء لدھیانہ نے کفر کا فتویٰ جاری کر کے جہاد شروع کیا۔ بعد ازاں دارالعلوم دیوبند سے رجوع کیا گیا اور اس کفر کے فتویٰ کی توثیق کے بعد پورے برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ارتدادی سرگرمیوں کے آگے بند باندھنے کی مہم شروع ہوئی۔ انگریز کی سرپرستی اور کھلی حمایت کی وجہ سے جب اندیشہ ہوا کہ یہ فتنہ مسلمانوں کے لئے بڑے خطرہ کا باعث نہ ہو کیونکہ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح طور پر جھوٹا دعویٰ نبوت کر کے اپنے آپ کو نعوذباللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور برتر ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی تو محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۰ء میں برصغیر کے تمام علماکرام کو جمع کیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر خود بھی بیعت کی اور پانچ سو علماکرام سے بھی بیعت کرائی، مجلس احرار اسلام کے اور شعبہ ختم نبوت کے تحت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام شروع کیا گیا۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ:

"جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرے گا میں ضمانت دیتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی۔"

۱۹۳۰ء میں بھی کام کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا [illegible] مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر حضرات کام شروع کرتے ہیں تو قربانیوں کی ایک طویل داستان شروع ہو جاتی ہے۔ جگہ جگہ مناظرے، تقاریر، اور مباہلوں کا آغاز ہوتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں مسلمانوں میں ایک جذباتی کیفیت پیدا ہوتی ہے خاص کر لدھیانہ میں یہ جذباتی پن بہت زیادہ عروج پر ہے۔ تحریک آزادی کے جوش و خروش میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا جوش و خروش دو آتشہ کا سا سماں ہو جاتا ہے۔ اس فضا میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی ابتدائی نشوونما اور لدھیانہ کے مدرسہ انوریہ میں تعلیم کا آغاز ہو جاتا ہے جو تحریک آزادی کا بھی مرکز ہے اور ختم نبوت تحریک کا روح رواں بھی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے پچاس سال بعد جو کام لینا تھا اس کا انتظام ابھی سے فرما دیا۔ قیام پاکستان کے بعد مدرسہ خیر المدارس میں تعلیم کا سلسلہ اس نسبت اور کام کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے، کیونکہ خیر المدارس کے ہر جلسے کی رونق مولانا محمد علی جالندھریؒ جس کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ختم نبوت کا تحفظ۔ آپ کی تقریر سے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خوابیدہ جذبات انگڑائی لینے لگتے ہیں اور آپ تعلیمی دور میں ہر جمعہ کی تقریر سننے مسجد سراجاں تشریف لے جا کر مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر سے اپنے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے مبارک جذبات کی آبیاری کرتے ہیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ تعلیم سے فراغت کے بعد تدریس کا سلسلہ شروع کرتے ہیں تو آپ کا قلب عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مکمل تیار ہو چکا ہوتا ہے، اس لئے "صدق جدید" میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی

قادیانیوں کی حمایت میں ایک شذرہ تحریر فرماتے ہیں (جس کی بعد میں آپ نے تردید بھی کی) تو مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا دل تڑپ جاتا ہے اور یہ مضمون سا ابتدائی طالب علم قلم سنبھال کر جواب لکھتا ہے اور دارالعلوم دیوبند اور صدق جدید کو روانہ کر دیتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند نے بڑے اہتمام سے شائع کیا اور تبریکی خط تحریر کیا کہ انکار حدیث فتنہ پر بھی قلم اٹھائیں۔ یوں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قلمی جہاد کا آغاز ہی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے ہوا۔ ۱۹۵۳ء تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ایک طالب علم کی حیثیت سے حصہ لیا کیونکہ اس سال آپ دورۂ حدیث میں تکمیل درس نظامی کے لئے احادیث شریف کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس لئے اس تحریک میں آپ کا کردار زیادہ محفوظ نہیں، بہر حال طالب علمانہ جوش و خروش سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے اپنی استطاعت سے زیادہ اس میں حصہ لیا۔ آپؒ بہت فخر سے یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سال میں دستار فضیلت ملی، یہ میرے لئے بہت بہترین شگون ہے۔ اس کے بعد قلمی جہاد شروع ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو بچپن ہی سے چار بزرگوں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، امام التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلوی، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری، سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہم اللہ سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی۔ اس لئے حضرتؒ نے کوشش کی کہ کس طرح حدیث شریف کا تلمذ مولانا بنوریؒ سے حاصل کریں، لیکن والد ماجد کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے مولانا لدھیانویؒ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ مولانا بنوریؒ سے پہلی ملاقات طالب علمی

کے دور میں ہوئی اور عقیدت و محبت میں اضافہ ہو گیا براہ راست تعلق ۱۳۸۶ھ میں ہوا۔ جب مولاناؒ کے ایک مضمون سے متاثر ہو کر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے آپ کو خط لکھ کر آپ کو مستقل تعلق کے لئے بنوری ٹاؤن بلایا اور ماہنامہ "بینات" کے مدیر کی حیثیت سے مولانا بنوریؒ کے ساتھ جہاد شروع کر دیا تو حضرت بنوریؒ کی نسبت جو ان پر استاد علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے ملی تھی اور جس کی بنیاد پر انہوں نے پانچویں نمبر پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی منتقل ہونا شروع ہوئی۔ آپ نے دیگر موضوعات کے ساتھ عقیدۂ ختم کے موضوع پر لکھنا شروع کیا، آپ کے مضامین نے بہت جلد مقبولیت حاصل کرنا شروع کی اور علماء کرام اس پر بہت زیادہ اعتماد کرنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی غیبی قوت ہے جو مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شخصیت کی تیاری کسی خاص کام کے لئے کر رہی ہے کیونکہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ میرے ہم نام اور ہم کام ہیں"
ان کو اور مفتی ولی حسن ٹونکی کو میں اپنے مدرسہ کا "مدار" سمجھتا ہوں۔

۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چوتھے امیر مولانا لال حسین اخترؒ صاحب کا انتقال ہوا تو عارضی طور پر مولانا محمد حیاتؒ کو قائم مقام صدر مقرر کیا گیا۔ ۹/اپریل ۱۹۷۴ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا جس میں امیر کا انتخاب کیا جانا تھا۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس اجلاس میں شرکت کے لئے جانے لگے تو احباب سے مشورہ کیا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس موقع پر مولانا بنوریؒ سے فرمایا:

"میری درخواست ہے کہ یا تو جماعت کا نظم ونسق اپنے ہاتھ میں لے لیجئے یا فاتحہ فراغ پڑھ کر جماعت کو ختم کرنے کا اعلان کرا دیجئے۔"

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ فرمایا:

"اگر میں جماعت کی امارت قبول کروں تو تم ساہیوال سے ملتان مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں منتقل ہو جاؤ گے میں نے عرض کیا، آپ جہاں حکم فرمائیں گے مجھے وہاں جانے میں کوئی عذر نہیں۔"

دفتر ختم نبوت کے اجلاس میں تمام اراکین شوریٰ نے حضرتؒ کے سامنے چابیاں رکھ دیں کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی امانت سنبھالئے ورنہ دفتر کو تالا لگا دیجئے۔ اس طرح حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو امارت قبول کرنا پڑی۔

خلیفہ امیر حضرت بنوریؒ نے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو فوری طور پر دفتر ختم نبوت میں منتقل کیا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے دفتر ختم نبوت کی لائبریری کو اپنا مسکن بنا کر تمام کتابوں کو گویا حفظ کر کے عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت اختیار کر لی۔ آپ کو قادیانیوں کی کتابوں کے حوالے ازبر یاد تھے۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی امارت بھی ایک تکوینی امر تھی۔ بقول مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ:

"گویا جماعت کے لئے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے تکوینی انتظام تھا۔"

مولانا بنوریؒ کو جماعت کی امامت وقیادت سنبھالے دو ماہ بھی نہیں گزرتے تھے کہ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن کا واقعہ پیش آگیا جس کے نتیجے میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی۔ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل حزب اختلاف نے پیش کیا۔ بانی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے عملی تحریک میدان میں تمام جماعتوں کے ساتھ مل کر جدوجہد کی۔ اس تحریک میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنے مرشد مولانا بنوریؒ کے ساتھ مل کر بھرپور حصہ لیا اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ منظور کیا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت کا مشاہدہ دنیا نے کھلی آنکھوں سے کر لیا۔

مولانا بنوریؒ کے حکم پر دفتر ختم نبوت میں تشریف فرما کر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے تصانیف کا سلسلہ شروع کیا اور دائم نشریات کی حیثیت سے جماعت کا لٹریچر تیار کرنا شروع کیا، کیونکہ سابقہ بزرگوں کی کتابیں موجودہ دور کے مسلمانوں کی ذہنی سطح سے بہت بلند تر تھیں۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سب سے پہلے قادیانیوں کو دعوت اسلام لکھ کر اس خوبصورت انداز میں ان کو ترغیبی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے جڑنے کی دعوت دی، جس کو پڑھ کر بہت سارے قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، اس کے بعد آپ کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر ایسا قبول کیا کہ ادھر آپ قلم اٹھاتے ادھر الہامی طور پر جوابات صف باندھے آپ کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا انتخاب ذاتی انتخاب نہیں بلکہ الہامی انتخاب تھا۔ ادھر قادیانیوں کی جانب سے کوئی اشکال آتا، ادھر گھنٹوں میں جواب موجود ۲۶ سال کے قلیل عرصہ میں تین ہزار سے زیادہ صفحات صرف قادیانیت کی تردید سے موضوع پر آپ کے شاہکار قلم سے قرطاس ابیض کی زینت بن کر امت مسلمہ سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ جن میں عقیدۂ ختم نبوت، کلمہ طیبہ کی توہین، [illegible] عظمیٰ کی خدمت میں، قادیانیوں کو دعوت اسلام، ظفراللہ کو دعوت اسلام، مرزا طاہر کے جواب میں، مرزا طاہر آخری اتمام حجت، شہید ربوہ، چوب مباحثہ، قادیانی فیصلہ، [illegible]، نزول عیسیٰ علیہ السلام، المہدی والمسیح، قادیانی [illegible] اور قادیانی تحریریں، قادیانی زلزلہ، مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک، قادیانی جنازہ، قادیانی مردہ، قادیانی ذبیحہ، قادیانی اور تعمیر مسجد، غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، گالیاں کون دیتا ہے؟، قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق، دارالعلوم دیوبند اور عقیدۂ تحفظ ختم نبوت، مسئلہ ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ، فتنہ قادیانیت اور پیام اقبال، ربوہ سے تل ابیب تک حصہ اول و دوم، مرزا طاہر کے چیلنج کا جواب، مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد، مجازی نبوت کا تار عنکبوت، معرکہ لاہور قادیان، حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام، مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ ذی عقل وانصاف کی عدالت میں، نزول عیسیٰ علیہ السلام چند تنقیحات و توضیحات، ترجمہ مقدمہ عقیدۃ الاسلام، مہدی آخر الزمان اور فرقہ مہدویہ مندرجہ بالا تمام رسائل تحفہ قادیانیت کی تین جلدوں میں مجموعہ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں جبکہ علیحدہ علیحدہ رسالے کی شکل میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر لاکھوں انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں اور اگلی صدیوں تک کرتے رہیں گے جبکہ مزید رسائل طباعت کے مراحل میں ہیں، اس کے علاوہ رد قادیانیت سے متعلق اہم کتب نایاب ہو چکی تھیں ضرورت اور افادہ کے پیش نظر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ان کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب

سے شائع کرا کر امت کی ضرورت کو پورا کیا۔

۱۷/اکتوبر ۱۹۷۷ء کو محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری اس دار فانی سے دار جنا کی طرف تشریف لے جاتے ہیں اور شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب امیر مرکزیہ کی حیثیت سے مسند صدارت پر متمکن ہوتے ہیں اور نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ بنتے ہیں تو اب مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا وہ عظیم مرحلہ شروع ہوتا ہے جس کے لئے قدرت نے آپ کو مولانا بنوریؒ کے دامن کے ساتھ وابستہ کر کے تیار کرنا شروع کیا تھا۔ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو اپنی زبان قرار دیا تھا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بھی شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب کی زبان قرار پانے کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت میں لائے گئے تھے۔

امیر منتخب ہونے کے بعد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب مدظلہ سے کسی نے سوال کیا کہ: آپ اتنے عظیم منصب پر فائز ہوگئے، تمام جلسوں کی صدارت بھی آپ کرتے ہیں مگر زبان سے ایک لفظ ادا نہیں کرتے تو آپ نے جواب میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے میرے شیخ استاد مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ مجھے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شکل میں زبان اور ترجمان عطا کر دیا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ میرے سے کہلوانا چاہتے ہیں وہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے دل میں القا کر دیتے ہیں اور ان کی زبان سے جاری ہو جاتا ہے۔"

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ترجمان ختم نبوت کا حق ادا کر دیا، قلبی حق کی مثالیں اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی امارت کے بعد تمام کانفرنسوں اور جلسوں میں سب سے اہم بیان آپ ہی کا ہوتا، جس میں آپ مدلل انداز میں عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت کرتے۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں نے اپنے امیر مرزا طاہر کے حکم پر قادیانیت سے متعلق ترامیم کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا، حالانکہ اس ترمیم کو پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں نے تسلیم کر کے صحیح قرار دیا تھا۔ قادیانی کھلے عام شعائر اسلام استعمال کرنے لگے، کلمہ طیبہ اپنے سینوں پر آویزاں کر کے مسلمانوں کو مشتعل کرنے لگے۔ اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتجاج کیا، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے کلمہ طیبہ کی توہین کے عنوان سے رسالہ لکھ کر وضاحت کی مگر معاملہ صحیح نہیں ہوا۔ جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسلام آباد میں دھرنے کا اعلان کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر علماء کرام بھی شامل ہوئے۔ آخر کار جنرل ضیاء الحق مرحوم کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا۔ قادیانیوں کے لئے شعائر اسلام استعمال کرنا ممنوع قرار پایا۔ خود کو مسلمان کہلوانا جرم ہوا، مرزا طاہر نے جمعہ کا خطبہ نہیں دیا اور اس کے بعد لندن فرار ہو کر وہاں قادیانیت کا مرکز بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے فیصلے کی روشنی میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مفتی احمد الرحمٰنؒ نے لندن کا سفر کیا اور وہاں ختم نبوت سینٹر قائم کر کے قادیانیوں کا تعاقب شروع کیا۔ مولانا منظور احمد الحسینی، حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا کو وہاں مبلغ مقرر کر کے عقیدۂ ختم نبوت کا کام انگلینڈ میں شروع کر کے قادیانیت کا راستہ روکا۔ الحمدللہ آج ۱۶ سال سے یورپ میں ختم نبوت کا کام ان دونوں بزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ کی حیثیت سے جاری ہے۔ انگلینڈ، بلجیم، جرمنی میں ہر سال کانفرنس میں سب سے اہم بیان مولانا لدھیانویؒ کا ہوتا اور آپ چند روز میں پورے انگلینڈ کی تمام مساجد میں ہزاروں میل کا سفر کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دلکش انداز میں بیان فرماتے جس کو سننے کے لئے دور دراز سے لوگ آتے اور رد قادیانیت کے لئے کام کرنے کا عزم لے کر جاتے۔ جنوبی افریقہ میں قادیانیوں نے مسلمانوں کے خلاف مقدمہ کر دیا تو مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور کتابوں کے انبار سے دلائل کے ڈھیر لگا دیئے بالآخر غیر مسلم عدالت کو فیصلہ کرنا پڑا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

الغرض مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں جو خدمات ہیں تاریخ اس کو سنہری حروفوں میں محفوظ کرے گی اور آج جا طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ سے لے کر ایک عام جاں نثار تک یہ بات محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرتؒ کی شہادت ناموس رسالت کے تحفظ، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تھی کیونکہ انہوں نے تحریک کا آغاز کر دیا کہ قادیانیت سے متعلق ترامیم، امتناع قادیانیت آرڈی نینس، اسلامی دفعات کو عبوری آئین میں شامل کیا جائے۔ جنرل مشرف تعزیت کے لئے آئے تو مولاناؒ کے لواحقین نے اسی مطالبہ کو دہرایا۔ آج ظالموں نے ترجمان ختم نبوت کی زبان بند کر کے عقیدۂ ختم نبوت پر زد لگانے کی کوشش کی ہے، لیکن خدائی قانون کے مطابق انشاء اللہ مولانا شہیدؒ کا مشن جاری رہے گا، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ واقعی شہید ناموس رسالت اور شہید اسلام کے منصب پر فائز ہو کر اس طرح عزت سے رخصت ہوئے کہ لاکھوں مسلمان ان کو پرنم آنکھوں سے خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔

☆☆..............☆☆

نسبتِ صدیقیؓ سے نسبتِ فاروقیؓ تک شہیدِ اسلامؒ کی خدمات کا سفر

مولانا نذیر احمد تونسوی

از آدم تا ایں دم دنیا میں انسانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس دنیا کا کوئی انسان موت کے قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ یہاں آنا ہی جانے کی علامت ہے۔ انبیأ، اولیأ، صلحأ، شاہ وگدا اپنے اپنے مقررہ وقت پر سب ہی دنیا سے چلے گئے اور باقی ماندہ سب ہی کو جانا ہے۔ لیکن ان جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت و خوش نصیب ہوتے ہیں جو جانے کے بعد بھی دلوں کے اتنا قریب ہوتے ہیں کہ صدیوں تک ان کی حسین و جمیل یادیں مخلوق خدا کے دلوں میں روز اول کی طرح تروتازہ رہتی ہیں۔ انسانیت ان کے نام پر فخر کرتی ہے۔ امانت و دیانت، صداقت و شرافت، شجاعت و شہادت ان پر ناز کرتی ہے، ان کے نورانی چہروں میں یاد خدا کی تصویر جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے، ان کی دید، مسرت عید سے کم نہیں ہوتی ان کی مجلس، ان کی خوشی، ان کے تکلم، ان کی ایک ایک ادائے دلربا سے یاد خدا اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے، ایسے لوگ جب دنیا سے روانہ ہوتے ہیں تو ان کے غم میں چہار سو صف ماتم بچھ جاتی ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے دم، قدم سے علوم نبوت کا وقار قائم رکھے ہوئے ہوتے ہیں، ان کے بابرکت وجود سے علم و عمل، زہد و تقویٰ اور یقین و معرفت کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ ان کے جانے سے ایسا خلا پیدا ہو جاتا ہے کہ مستقبل میں جس کے پر ہونے کی کوئی تسلی بخش صورت نظر نہیں آتی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث، بیسیوں دینی مدارس اور دینی تنظیموں کے سرپرست، ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ بینات کے مدیر اعلیٰ، مبلغین ختم نبوت اور مجاہدین اسلام کے سروں پر دست شفقت رکھ کر دعائیں دینے والے روحانی باپ فقیہ العصر، مجاہد اسلام، شہید ختم نبوت، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ بروز جمعرات ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء کو اپنے رفیق جاں نثار ڈرائیور شہید راہ وفا بھائی عبدالرحمن کے ساتھ دین دشمن ظالم ہاتھوں سے گولیوں کا نشانہ بن کر، مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے اور اس دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے جاکر ہم سے بچھڑ گئے اور ہم ان سے بچھڑ گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور دفتر ختم نبوت کے احباب پر سکوت مرگ کا عالم طاری ہے کہ ہماری روح رواں ہم سے جدا کردی گئی، وہ حسین و جمیل اور مسکراتا ہوا نورانی چہرہ ہمیشہ کے لئے ہماری منتظر نگاہوں سے اوجھل کردیا گیا۔ جسے دیکھ کر ہمارے غم غلط ہو جایا کرتے تھے:

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کی ذات بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھی، وہ علم وادب کا خزانہ اور اپنے اسلاف کا بہترین نمونہ تھے، وہ عابد، زاہد، ختم نبوت کے مجاہد تھے۔ وہ متقی و پرہیزگار، شب زندہ دار، بہادر و جری، نڈر، حق گو، فیاض و سخی تھے، بہترین ادیب، بلند پایہ خطیب، گلشن رسالت کے عندلیب تھے، انہوں نے بھرپور زندگی گزاری اور قابل رشک شہادت جیسی موت پائی۔ حضرت لدھیانویؒ کی زندگی کا سب سے زیادہ نمایاں پہلو عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور حریم نبوت کی پاسبانی ہے، انہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ عشق تھا، جس کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی ان کے نزدیک اعلیٰ ترین عبادت اور مقدس فریضہ تھا اور ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا ساغر محبت اکثر چھلک جاتا تھا، حضرت لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے حق تعالیٰ نے آپ کی تصانیف سے ایک مستقل ادارے اور جماعت کا کام لیا۔ برصغیر میں جب انگریز سامراج نے اپنے سیاسی عزائم کی تکمیل کی خاطر مرزا قادیانی سے نبوت و رسالت کا دعویٰ کرایا تو مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقأ نے انگریز سامراج کے اس خود کاشتہ پودے کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ تقسیم ملک کے بعد جدید حالات کی روشنی میں امیر شریعتؒ اور ان کے مخلص رفقأ کار نے فتنہ قادیانیت کے خلاف مستقل کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے اور قادیانی فتنہ کو اپنے

منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد "مسجد سراجاں" میں ۱۹۴۹ء کو ایک مجلس مشاورت رکھی۔ جس میں امیر شریعت کے علاوہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا عبدالرحمن میانوی، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری اور مولانا عبدالرحیم اشعر وغیرہ شریک ہوئے، غور و فکر کے بعد ایک غیر سیاسی خالصتاً دینی و تبلیغی تنظیم مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف عظیم الشان ختم نبوت تحریک چلی، قادیانیوں کے متعلق مسلمانوں کے متفقہ مطالبات ارباب اقتدار کو پیش کئے گئے، لیکن اس وقت اقتدار قادیانیوں کے شکنجہ میں تھا، اس اپاہج اقتدار نے مسلمانوں کے ان متفقہ مطالبات کا جواب لاٹھی و گولی سے دیا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں اور لاکھوں مسلمان پس دیوار زنداں بھیج دیئے گئے، جو سالوں تک جرم بے گناہی کی سزا کاٹتے رہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی اور امیر اول، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے، مورخہ ۲۱/اگست ۱۹۶۱ء میں شاہ جیؒ کی وفات ہوئی اور خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے مورخہ نومبر ۱۹۶۶ء کو ان کے وصال کے بعد، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو امارت سپرد کی گئی۔ مورخہ ۲۱/اپریل ۱۹۷۱ء کو ان کی وفات ہوئی تو مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ امیر مجلس بنے۔ مورخہ ۱۱/جولائی ۱۹۷۳ء کو جب ان کا انتقال ہوا تو عبوری طور پر فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کو مسند امارت تفویض ہوئی، مگر اپنے ضعف اور عوارض کی بنا پر انہوں نے اس بار گراں سے معذرت کا اظہار فرمایا، بعد ازاں ۹/اپریل ۱۹۷۴ء کو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ مقتدر شخصیات کی درخواست و اصرار پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئے۔

حضرت شیخ بنوریؒ کو مجلس کی امارت قبول کرنے کے لئے جن مقتدر شخصیات نے گزارش کی تھی، ان میں شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی بھی شامل تھے، جو ان دنوں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مدرس تھے، اور ہر ماہ دس دن ماہنامہ بینات کی تیاری کے لئے کراچی تشریف لایا کرتے تھے، مولانا لدھیانوی شہیدؒ سے حضرت شیخ بنوریؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آپ مستقل کراچی آجائیں۔ حضرت اس پر آمادہ نہیں تھے، اب مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے جب حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے بھی حضرت شیخ بنوریؒ سے استدعا کی تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا اگر میں مجلس کی امارت قبول کرلوں تو کیا آپ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان آجائیں گے؟ مولانا لدھیانوی شہیدؒ نے فرمایا: "بسر و چشم" حضرت بنوریؒ کو جماعت کی قیادت سنبھالے ہوئے ابھی دو مہینے نہیں گزرے تھے کہ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن کا شہرہ آفاق سانحہ رونما ہوگیا۔ حضرت بنوریؒ ان دنوں سوات کے دور دراز علاقے میں سفر پر تھے، وہیں آپ کو کسی نے اس واقعہ کی اطلاع دی، خبر سن کر چند لمحے توقف کے بعد فرمایا:

"عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد"

آپ سوات کے سفر سے بعجلت واپس ہوئے اور تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے، حضرت بنوریؒ نے ایک طرف بارگاہ خداوندی میں تضرع، عاجزی و انکساری اور دعاؤں کا سلسلہ تیز کردیا اور دوسری طرف امت محمدیہ کے منتشر ٹکڑوں کو یکجا کر کے متفق و متحد کرنے کے لئے رات دن ایک کردیا۔ ۲۹/مئی سے ۷/ستمبر تک تحریک ختم نبوت کے یہ سو دن برصغیر کی مذہبی تاریخ کے اعتبار سے سو سال کے برابر تھے۔ حالات نے نازک ترین صورت حال اختیار کرلی تھی، اسلامیان پاکستان کے جذبات انتہائی مشتعل ہوگئے اور حکومت بروقت کوئی صحیح قدم اٹھانے کی بجائے ۱۹۵۳ء کی طرح اپنے زور بازو سے تحریک کو کچلنا چاہتی تھی، اس موقع پر اکابرین ختم نبوت اور مجلس عمل کے رہنماؤں کی حکمت عملی سے تحریک مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی بالآخر کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئی۔ چنانچہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی گروہ کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئینی طور پر اس ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد سے الگ کردیا گیا، یہ سب محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، اس کی رحمت و عنایت امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے اتفاق و اتحاد اور صبر و عزیمت کا کرشمہ تھا، جسے چودہویں صدی میں اسلام کا معجزہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

چونکہ حضرت بنوریؒ اس تحریک کے روح رواں، مجلس عمل کے صدر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائد و امیر تھے، اس عظیم الشان کامیابی پر آپ کو جتنی قلبی راحت اور خوشی ہوئی ہوگی کون اس کا اندازہ کرسکتا ہے؟ حضرت بنوریؒ نے پوری قوم کو اس موقع پر مبارک باد دی اور اللہ تعالیٰ کے شکر و سپاس کے ساتھ ساتھ اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام افراد اور جماعتوں کا شکریہ ادا کیا، عالم اسلام کی جانب سے خاص و عام، اکابرین اور علماء امت نے آپ کو تحریک ختم نبوت کی کامیابی پر مبارک باد دی، اور آپ کی قائدانہ خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، اس موقع پر مولانا لدھیانوی شہیدؒ جب کراچی تشریف لائے اور اپنے شیخ حضرت بنوریؒ کو تحریک ختم نبوت کی کامیابی پر

مبارکباد پیش کی تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ:

"مولانا وہ وعدہ یاد ہے؟"

حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے فرمایا:

"حضرت یاد ہے۔"

چنانچہ ۱۹۷۴ء میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مستقل طور پر دفتر مرکزیہ ملتان تشریف لے آئے۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی رہنمائی میں ڈیڑھ دو سال تک رد قادیانیت پر بھرپور مطالعہ فرمایا۔

مختلف رسائل مرتب کئے جن میں:

قادیانیوں کو دعوت اسلام، ربوہ سے تل ابیب تک، مراقی نبی، مرزائی اور تعمیر مسجد، مرزا قادیانی کا اقرار، قادیانیت علامہ اقبالؒ کی نظر میں، قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں ملتان دفتر میں قیام کے دوران محدث کبیر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی آخری تالیف خاتم النبیین کا فارسی سے اردو ترجمہ کیا جو ایک یادگار تاریخی کام ہے، جس کی افادیت سے اہل علم حضرات خوب واقف ہیں، اور حضرت شیخ بنوریؒ نے اس موقع پر حضرت لدھیانوی شہیدؒ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

قادیانیوں سے بتر سوالات، اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب، مجموعہ رسائل، مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی تصنیف رئیس قادیان، مولانا نور محمد کی تالیف اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ، مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کی تالیف التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، غرض آپ کو جب سے حضرت بنوریؒ نے مجلس کے شعبہ نشر واشاعت کا سربراہ مقرر فرمایا آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس شعبے کو چار چاند لگا دیئے تھے۔

مورخہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۷۴ء شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کی وفات ہوئی، اس کے بعد حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسند امارت پر جلوہ افروز ہوئے اور نائب امیر امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ مقرر ہوئے، اس دوران بھی حضرت لدھیانوی شہیدؒ مجلس کے شعبہ نشر واشاعت کے سربراہ کی حیثیت سے بھرپور انداز سے دینی خدمات سرانجام دیتے رہے، مورخہ ۳۱/ جنوری ۱۹۹۱ء کو حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کا انتقال ہوا تو ان کے بعد مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مقرر ہوئے، تب سے رتبہ شہادت کے حصول تک آپ اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہے، مخدوم العلماء، مجاہد اسلام، قائد امیر شریعت کے سپہ سالار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائد وامیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کو اپنے یوسف شہیدؒ کی دینی خدمات پر ناز اور ان کی ذات پر اس قدر اعتماد تھا کہ برطانیہ کے تبلیغی سفر کے دوران ایک موقع پر جب کسی نے عرض کیا:

حضرت آپ تقریر نہیں فرماتے؟

تو آپ نے برجستہ فرمایا:

"میری زبان مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ہیں۔"

جو مجھے سننے کا خواہش مند ہے، وہ مولانا لدھیانویؒ کی تقریر سن لے حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے جماعت سے وابستگی کے زمانہ ۱۹۷۴ء سے تادم واپسیں، اپنی شہادت تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت وسیادت اور مجاہدین ختم نبوت کی ہر موقع پر رہنمائی فرماتے رہے۔

اس عرصہ میں جماعت نے جو ترقی کی وہ آپ کی گراں قدر خدمات کے اظہار کا ایک ایسا روشن باب ہے کہ جس سے کوئی ذی شعور انسان انکار نہیں کر سکتا۔ جماعت کے مرکزی دفتر ملتان، کراچی جماعت کا دفتر اور جامع مسجد باب الرحمت، کوئٹہ جماعت کا دفتر، لندن، برطانیہ کا دفتر اور چناب نگر مدرسہ و جامع مسجد وغیرہ کی تعمیر و ترقی میں آپ کی خصوصی توجہ اور نمایاں کردار کا حصہ ہیں۔ فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لئے آپ نے بیرون ملک افریقہ، برطانیہ، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، روس کے تسلط سے آزاد شدہ ریاستوں، عرب و عجم کے کئی ممالک کے بارہا تبلیغی دورے کر کے لاکھوں فرزندان توحید کو قادیانی فتنہ کی سنگینی اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کیا۔ اندرون اور بیرون ملک کی عدالتوں میں زیر سماعت قادیانی مقدمات کے ضمن میں، وفاقی شرعی عدالت، سپریم کورٹ اور دیگر کئی عدالتوں میں ایمان پرور، حقائق پر مبنی تاریخی بیان فرما کر جہاں ملت اسلامیہ کی شاندار و جاندار نمائندگی کا فریضہ ادا فرمایا، وہاں ان عدالتوں سے قادیانیت کے دجل وفریب اور ان کے کفریہ عقائد و نظریات پر مہر عدالت ثبت کرا کر تاریخی فیصلے صادر کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسے صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ قادیانی عقائد و عزائم کا پردہ چاک کرنے اور مرزائیت کے اسلام دشمن نظریات کو واضح کرنے کی غرض سے مولانا لدھیانوی شہیدؒ نے تحفہ قادیانیت کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں ایک کتاب رد قادیانیت کے موضوع پر تصنیف فرمائی، جس کی چوتھی جلد زیر ترتیب ہے، آپ کی اس گراں قدر کتاب کے متعدد ابواب کا عربی، انگریزی سمیت دیگر مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا اور اس کتاب کے کئی ابواب انٹرنیٹ پر بھی آچکے ہیں۔ تحفہ قادیانیت کی جلد اول ۷۲۰ صفحات پر مشتمل ہے جو مختلف اوقات میں رد قادیانیت کے مختلف موضوعات پر شائع

ہونے والے مندرجہ ذیل ۲۳ رسائل کا مجموعہ ہے:

☆عقیدۂ ختم نبوت ☆☆شناخت، ☆قادیانی جنازہ، ☆قادیانی مردہ، ☆☆قادیانی ذبیحہ، ☆قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین، ☆نزول عیسیٰ علیہ السلام، ☆☆قادیانیوں کو دعوت اسلام، ☆المہدی والمسیح، ☆☆ظفر اللہ قادیانی کو دعوت اسلام، ☆قادیانی اقرار، ☆☆قادیانی اور تعمیر مسجد، ☆مرزا طاہر کے جواب میں، ☆☆قادیانی تحریریں، ☆غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، ☆مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت، ☆☆عدالت عظمیٰ کی خدمت میں، ☆گالیاں کون دیتا ہے؟، مسلمان یا قادیانی؟☆☆ دلچسپ مباحلے، ☆قادیانی زلزلہ☆ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق، ☆قادیانی فیصلہ☆مرزا قادیانی مراق سے نبوت تک☆قادیانی مسائل۔

تحفۂ قادیانیت کی جلد دوم ۶۵۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں درج ذیل عنوانات ہیں:

☆دارالعلوم دیوبند اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت، ☆مسئلہ ختم نبوت اور حضرت نانوتویؒ، ☆فتنہ قادیانیت اور پیام اقبالؒ، ☆ربوہ سے تل ابیب تک (حصہ اول)، ☆ربوہ سے تل ابیب تک جواب الجواب (حصہ دوم)، ☆قادیانی جماعت کے امام مرزا طاہر احمد کے چیلنج کا جواب، ☆مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد، ☆مجازی نبوت کا تار عنکبوت، ☆معرکہ لاہور و قادیان۔

تحفۂ قادیانیت کی جلد سوم ۶۷۲ صفحات پر مشتمل ہے جس کے مندرجہ ذیل عنوانات ہیں:

☆حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ چودہ صدیوں کے اکابر کی نظر میں، ☆مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ اہل عقل و انصاف کی عدالت میں، ☆نزول عیسیٰ علیہ السلام چند تنقیحات و توضیحات، ☆☆ترجمہ مقدمہ عقیدۃ الاسلام، ☆☆مہدی آخر الزمان اور فرقہ مہدویہ۔

علاوہ ازیں دیگر موضوعات پر اور زندگی کے مختلف شعبوں میں پیش آنے والے مسائل گرانقدر دینی خدمات سرانجام دیتے ہوئے آپ نے درجنوں بے مثال و لاجواب کتب تالیف فرمائیں۔ الغرض آپ کی ذات گرامی سے تحریر و تقریر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہر محاذ پر اور خصوصیت کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وہ کام لیا جس کی موجودہ دور میں نظیر پیش کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ رد قادیانیت کے میدان میں خدمات سرانجام دینے والے افراد اور اداروں میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی ذات کو امتیازی کا درجہ حاصل تھا۔ چناب نگر میں عالمی مجلس کے زیر انتظام مجلس کے دارالمبلغین میں سالانہ رد قادیانیت کورس کے ذریعہ ہزاروں علماء کرام کو آپ کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں ہر سال دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے، جس میں ملک بھر سے مجاہدین ختم نبوت کے قافلے بڑے ذوق و شوق سے شریک ہو کر منکرین ختم نبوت کے خلاف کام کرنے کے لئے سال بھر کا لائحہ عمل اپنے اکابرین سے لے کر جاتے ہیں۔ حضرت شہیدؒ بلاناغہ اس کانفرنس میں شرکت کا اہتمام فرماتے اور مسلمانوں کے اس نمائندہ اجتماع سے کسی اہم نشست میں آپ کا بیان رکھا جاتا۔ آپ قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں دلائل و براہین سے مزین بصیرت افروز، اور ایمان پرور بیان فرما کر مسلمانوں کے دل و دماغ کو نور ایمان سے منور فرماتے، اور اس اجتماع میں خصوصی طور پر آپ کے لئے سوال و جواب کی نشست کا اہتمام کیا جاتا۔ جس میں سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں کو متاثر کرنے والے قادیانیت کے پیدا کردہ ہر سوال کا تسلی بخش جواب عنایت فرما کر سائل کے ذہن صاف فرماتے۔ کراچی شہر اور ملک کے دیگر علاقوں سے لوگ جب آپ سے تبلیغی پروگرام لینے کی غرض سے حاضر ہوتے تو ختم نبوت کے مقدس نام سے منعقد ہونے والے پروگراموں میں، اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود شرکت کا وعدہ فرما لیتے۔ اسی طرح جب کوئی قادیانی یا قادیانی عقائد سے متاثر ہونے والا فرد اپنے اشکالات لے کر آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اپنی تمام مصروفیات اور معمولات سے صرف نظر کرتے ہوئے کئی کئی گھنٹوں تک اس سے محو گفتگو ہو جاتے اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کے اشکالات کو رفع فرماتے۔ یہ سب کچھ آپ کی للّٰہیت، اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق و محبت کی روشن دلیل ہے، جس کے نتیجہ میں آپ کی تحریر و تقریر اور انداز گفتگو میں ایک خاص قسم کی تاثیر تھی، جس سے متاثر ہو کر سینکڑوں قادیانیوں نے دعوت اسلام قبول کی اور لاکھوں مسلمانوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا ہوا۔ بلا مبالغہ محاذ ختم نبوت پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جس کی بنا پر حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی خدمات کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ انشاء اللہ آپ کا خون شہادت عقیدۂ ختم نبوت اور دین اسلام کی بنیادوں کو مزید مستحکم کرے گا، کیونکہ شہید کی موت قوم کی حیات ہوا کرتی ہے:

رتبہ شہید ناز کا گر جان جائیے
قربان جانے والے کے قربان جائیے

غرض مولانا لدھیانوی شہیدؒ علم و عمل، زہد و تقویٰ، ایثار و قربانی، درویشی و فقر، خودداری و استغنا کو اپنا بہترین سرمایہ سمجھتے تھے۔ خدمت دین اسلام کے مشن میں مگن رہ کر بھرپور زندگی

گزاری اور منعم علیہم لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رہے۔ محبوب سے لقا کے اس جذبہ نے، بارگاہ رب العزت سے ان انعام یافتہ خوش نصیب افراد کی جماعت میں شمولیت داعیہ پیدا کیا اور شہادت کی تمنا نے دل میں امنگ پیدا کی، انہوں نے اپنے رب کے حضور اس مراد کو پانے کے لئے دست دعا بلند کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیرانہ سالی میں ان کی زبان سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات کی لاج رکھتے ہوئے انہیں شرف قبولیت سے نوازا اور دنیا کو مشاہدہ کرا دیا کہ وہ دنیا میں نسبت صدیقی پر فائز تھے، لیکن اس کے ساتھ آپ کو عمر کے آخری حصہ میں نسبت فاروقی عطا کرتے ہوئے دنیا کو مشاہدہ کرا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کس شان و شوکت سے سرخرو کر کے بلاتے ہیں۔

بالآخر مورخہ ۱۸/ مئی بروز جمعرات کو تقریباً دس بجے دن اپنے گھر سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دفتر حسب معمول تشریف لاتے ہوئے شہادت جیسے بلند مرتبہ کو حاصل کر کے انعام یافتہ لوگوں کی جماعت میں ہمیشہ کے لئے شامل ہو گئے اور جاتے ہوئے دنیا کی شاہراہوں پر رہبری کرنے والے اپنے معتمد و وفادار ساتھی بھائی عبدالرحمن ڈرائیور کو اپنی رہنمائی میں جنت کی شاہراہوں پر چلنے کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تاکہ میرے بغیر یہ اداس زندگی نہ گزارے:

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اللہ تعالیٰ حضرت شہیدؒ کے درجات کو مزید بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دارالعلوم سعادت دارین، ستپون گجرات، انڈیا سے تعزیتی مکتوب

۱۹/ مئی بروز جمعہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نور اللہ مرقدہ کی شہادت کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خبر کیا تھی گویا بجلی کا ایک کڑکا تھا، جس نے ہمارے ہوش و حواس کو مختل کر دیا۔ اس خبر کو سننے کے لئے دل کسی طرح آمادہ نہ تھا، یقین نہیں آتا تھا یوں محسوس ہوتا تھا شاید ہم نے کوئی خوفناک خواب دیکھ لیا ہے۔ مگر دل و دماغ کی چاہتیں واقعات و حوادثات اور اجل مسمّیٰ کو نہیں ٹال سکیں۔ ایک طوفان نے ہمارے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا، چاروناچار شہادت کی خبر کو تسلیم کرنا ہی پڑا۔ حق تعالیٰ شانہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ حضرات سے بھی غائبانہ ہی تعارف ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخیرہ سے استفادہ کی بنا پر ایک روحانی تلمذانہ رشتہ کا حق رکھتا ہوں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات خصوصاً "آپ کے مسائل اور ان کا حل" اور ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع ہونے والے مضامین کا برابر مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ اسی طرح آں محترم اور دیگر علمأ عظام کے علمی و تحقیقی مضامین جو ہفت روزہ ختم نبوت میں بکثرت آتے رہتے ہیں، استفادہ کرتا رہتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے اور اس حادثہ سے پتہ چلتا ہے کہ دشمنان اسلام کس مضبوطی کے ساتھ پاکستان میں اپنا پنجہ جمائے ہوا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے احیائے سنت اور بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے لئے جو کارہائے نمایاں اور علمی امثلہ ترکہ میں امت مسلمہ کے لئے چھوڑا ہے وہ یقیناً الباقیات الصالحات ہیں جو آخرت میں اجر غیر ممنون کا باعث ہوگا۔

حضرت اقدس کے زہد و تقویٰ، اخلاص و للّٰہیت اور عبادت و ریاضت بالخصوص خدمت تحفظ ختم نبوت کی بنا پر امت مسلمہ کو جو والہانہ محبت و عقیدت ہے یقیناً وہ "سیجعل لہم الرحمٰن ودا" کی صریح مثال ہے۔

موصوف کو شہادت عظمیٰ کی دولت نصیب ہوئی۔ خدا تعالیٰ ختم نبوت کے نام پر موصوف کی شہادت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اعزاء و اقارب کے ساتھ پوری ملت اسلامیہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جملہ رشتہ داروں اور اراکین و منتظمین ہفت روزہ ختم نبوت کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں۔

(محمد یوسف قاسمی)
سرپرست: انجمن اصلاح البیان
ضلع بھروچ گجرات، انڈیا

قطعہ تاریخ شہادت

غفران لکم ١٤٢١ھ

چوں یوسفِ علامہ سوئے ملکِ عدم شد
کشتی دلم غرق بہ بحر رنج و الم شد
تاریخ شہادت رقم است بہ لوحے
ایں "روز بد، شام غمت"، "شام غم" شد
۲۰۰۰م ۱۴۲۱ھ

(المرسل: جمال عتیق متعلم جامعہ حمادیہ کراچی)

آہ! امیرِ شیخ شہید اسلامؒ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء جمعرات کا دن عالم اسلام کو ایک المناک حادثہ اور جانگداز المیہ کی یاد دلاتا رہے گا اور مسلمانوں کو رلاتا رہے گا۔ کیونکہ اس دن دین اسلام کے ماہِ درخشندہ، مسندِ ولایت کے صدر نشین، امام المجاہدین، مرشد العلماء، سلوک و طریقت کے سجادہ نشین، عظیم مفکر، عجز و نیاز کے پیکر، سنت رسول کے عاشق، گلشن دین کے باغبان، شعائر اسلام کے محافظ، دین اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کے لئے شمشیر بے نیام، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے استاذ حدیث، متعدد دینی رسائل کے مدیر، چھوٹی بڑی سو سے زائد کتابوں کے مصنف، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، روزنامہ جنگ کراچی کے صفحہ اقرأ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے کالم نگار، جیش محمدؐ کے سرپرست، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نوراللہ مرقدہ کے مرید باصفا، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ اور حضرت تھانویؒ کے خلیفہ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نوراللہ مرقدہ کے مجاز بیعت، مرشدی حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو انتہائی سفاکی اور درندگی کے ساتھ آپ کے باوفا ڈرائیور بھائی عبدالرحمٰنؒ سمیت شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ و کل عندہ باجل مسمّیٰ۔ جس سے حضرت شہیدؒ کے ہزاروں متوسلین سمیت عالم اسلام سوگوار اور یتیم ہو گیا۔ آپ کے صاحبزادے مولانا حافظ محمد یحییٰ اور آپ کے ایک معتقد کو زخمی کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت شہید اسلامؒ اور آپؒ کے ڈرائیور کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، زخمیوں کو صحت یاب فرمائے اور آپ کے عزیز و اقارب سمیت ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز فرمایا اور ساتھ ہی آپ کی مقبولیت کو اس دنیا کے

مولانا نعیم امجد سلیمی (خادم حضرتؒ)

سامنے آپ کے جنازہ میں لاکھوں لوگوں کی شرکت کے ذریعہ ظاہر کر دیا۔ کراچی کی تاریخ میں کسی جنازے میں اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا گیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپؒ کی ولادت :

آپؒ ہندوستان کے ضلع لدھیانہ کی ایک چھوٹی سی جزیرہ نما بستی عیسیٰ پور میں ۱۹۳۲ء کو الحاج چوہدری اللہ بخشؒ کے گھر پیدا ہوئے، آپؒ کی والدہ محترمہ شیر خوارگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں اور آپؒ کے والد شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ سے بیعت تھے۔ دیہات میں پنچائتی فیصلے نمٹانے میں ان کا شہرہ تھا۔

آپؒ کی تعلیم :

حضرتؒ نے قرآن کریم اپنے والد محترم کے پیر بھائی قاری ولی محمد صاحب سے پڑھا۔ ۱۳ سال کی عمر میں مدرسہ محمودیہ اللہ والا (لدھیانہ) میں داخلہ لیا وہاں فارسی پڑھی اگلے سال مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے مدرسہ انوریہ میں داخلہ لیا اور دو سال عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ کو پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا تو آپؒ کا خاندان مہینوں کی خانہ بدوشی کے بعد ملتان کے ایک گاؤں چک ۳۳۵ /ڈبلیو بی میں رہائش پذیر ہوئے۔ قریب ہی مدرسہ رحمانیہ (منڈی جہانیاں) میں دوبارہ تعلیمی سلسلہ شروع کیا۔ پھر ایک سال ضلع بہاولنگر کے شہر فقیر والی میں مولانا عبداللہ رائپوری اور ان کے بھائی مولانا لطف اللہ شہیدؒ اور مفتی عبداللطیف صاحبؒ سے متوسطات کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ملتان میں جامعہ خیر المدارس میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ آپؒ کے اساتذہ میں مولانا خیر محمد صاحبؒ، مولانا عبدالشکور کاملپوریؒ، مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ، مولانا محمد شریف کشمیریؒ جیسے ذی استعداد جید علماء کرام شامل ہیں۔

درس و تدریس :

آپؒ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز درس و تدریس سے کیا، فراغت کے بعد فیصل آباد کے قریب "روشن والا" میں پڑھایا، پھر احیاء العلوم ماموں کانجن تشریف لے گئے، یہ سب اپنے شیخ کے مشورہ سے کیا۔ اس کے بعد جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تدریس

سے وابستہ رہے۔ گزشتہ ایک عرصہ سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں استاذ حدیث تھے۔

شوق مطالعہ:

آپؒ کو زمانہ طالب علمی ہی سے مطالعہ کا شوق جنون کی حد تک تھا، آپ کے رفیق درس جناب مولانا قاری سعید الرحمن صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں کتاب ہر وقت آپ کی بغل میں رہتی تھی۔ یہ شوق آخری دم تک دامن گیر رہا، کئی مرتبہ فرمایا کہ میں رات کو کتاب لے کر بیٹھتا ہوں تو جب تک ختم نہ ہو جائے چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ آپؒ کے عزیز مولانا حبیب الرحمن صاحب نے بتایا کہ میں نے پوچھا افغانستان کا سفر کیسا رہا؟ ارشاد فرمایا: "بہت اچھا رہا، پھر فرمایا بس کتاب ساتھ نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ شوق نصیب فرمادیں۔" (آمین)

تحریر کا آغاز:

جب آپؒ ماموں کانجن میں مدرس تھے انہی دنوں صدر ایوب خان کو دین الٰہی بنانے کا شوق ہوا، اس نے ایک ادارہ قائم کیا جس میں سارے دین دشمن جمع ہو گئے۔ ان کا سربراہ ڈاکٹر فضل الرحمن نامی شخص تھا، اس نے اپنے نام سے بالکل الٹ کام شروع کیا اور صدر صاحب کی نمک خواری کا حق ادا کر دیا۔ اس نے اسلام کے خلاف زہر افشانی شروع کی تو حضرت شہیدؒ کے ایمانی جذبات نے آپؒ کو قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ آپؒ نے ایک مضمون کراچی کے ماہنامہ "بینات" کو بھیجا جس کو دیکھ کر حضرت بنوریؒ نے اس گوہر پوشیدہ کو پہچان لیا اور اپنے پاس بلانے کا خط لکھ بھیجا۔ حضرتؒ کچھ عرصہ جزوقتی بینات کے ساتھ رہے پھر جلد ہی کراچی منتقل ہو گئے اور اب تو حضرتؒ کو لکھنے کے وسائل مہیا ہو گئے اور قدردان مل گئے تھے پھر تو آپؒ کا شہپ قلم سرپٹ دوڑا۔ جہاں سے بھی کسی فتنے نے سر اٹھایا، آپ شمشیر بے نیام لئے دشمن کے سامنے نظر آئے اور ایسا مردانہ وار مقابلہ کیا کہ دشمن اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہوا۔

میری معلومات کے مطابق حالیؒ تک پنپنے والا کوئی ایسا فتنہ نہیں ہو گا جس کے مقابلے میں میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قلم نہ اٹھایا ہو۔ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تن تنہا ایک انجمن تھے، وہ بیسیوں آدمیوں کا کام خود اکیلے کرتے تھے، جب بھی کسی کام کی طرف متوجہ ہوتے تو جب تک اسے اپنے انجام تک نہ پہنچاتے آرام سے نہ بیٹھتے۔

آپؒ نے علم کو صرف قال تک نہیں رکھا بلکہ اس کو اپنا حال بنالیا، یہی وجہ ہے کہ آج ہزاروں علماء آپ کے علمی، عملی اور روحانی چمن کے خوشہ چین ہیں اور دور دراز دیہاتوں میں گمنامی کی زندگی بسر کرنے والے سینکڑوں صاحب علم حضرات آپؒ کی زیارت کے لئے آتے۔ اور آپؒ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔

راقم الحروف پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کرے کم ہے کہ جس نے اس ناکارہ کو اپنا ہاتھ اتنی عظیم ہستی کے ہاتھ میں دینے کی توفیق بخشی ورنہ آج نہ جانے کس خار دار وادی میں بھٹک رہا ہوتا؟ اس لئے بحمد اللہ راقم اس اسی تعلق کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ:

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

مرشدی حضرت لدھیانوی شہیدؒ ایک ہمہ گیر شخصیت تھے انہوں نے اپنے قلم کو "الدین النصیحۃ" کے تابع رکھا، صدر ہو یا وزیر، حکمران ہو یا محکوم، بدعتی ہو یا مشرک، صحابہؓ کا دشمن ہو یا رسول کا، منکر قرآن ہو یا منکر حدیث، تجدد پسند ہو یا ملحد و بے دین، اپنا ہو یا غیر، سب سے آپؒ کا معاملہ "الدین النصیحۃ" کے تحت تھا۔ اس بات کا اندازہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے بارے میں ہمارے حضرتؒ کے روزنامہ جنگ کے اقتباسے اور مرحوم کے حادثہ میں اس فانی دنیا سے کوچ کر جانے پر ماہنامہ "بینات" کے اداریہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی اس نیابت کو نبھا رہے تھے کہ ساری

[illegible] انسانوں کو صراط مستقیم [illegible] تھے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی:

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ حقوق اللہ پر سختی سے پابند تھے۔ تکبیر اولیٰ کا خاص اہتمام فرماتے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے بلکہ بیعت کے وقت ارشاد فرماتے کہ پہلے تکبیر اولیٰ کا چلہ کرو پھر بیعت کروں گا اور اگر کسی دن بغیر عذر شرعی تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی تو دوبارہ چلہ پورا کرو، اسی طرح دیگر نوافل کی بھی اپنے متعلقین کو پابندی کا حکم فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر سختی سے عمل کرواتے تھے۔

حقوق العباد:

آپؒ حقوق العباد میں بھی بہت مستعد تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "خیرکم خیرکم لاھلکم وانا خیرکم لاھلی" پر حسن و خوبی عمل کرنے والے تھے۔ بااوجود اپنے گھر کے کسی فرد کو بھی ڈانٹ ڈپٹ نہ فرماتے تھے۔ خدام کے ساتھ تو ایسا مشفقانہ سلوک تھا کہ سب کو اپنے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھلاتے تھے۔ دفتر کے رفقاء سے حتی الوسع خدمت نہیں لیتے تھے، سفر میں شریک سفر کا بہت ہی خیال کرتے تھے۔ چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ ایک مرتبہ ایک قاری صاحب کی شکایت پہنچی، اسے بلایا اور غصہ سے ہلکا سا تھپڑ رسید کر دیا لیکن نماز ظہر کے فوراً بعد اسے بلا کر معذرت کی۔ یہ تھی ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شان رفیع، اگر کوئی ضرورت مند آتا تو اس کی دادرسی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے، کم از کم اس کے لئے دعا تو ضرور فرماتے۔

قرآن کریم سے عشق و محبت :

حضرتؒ کو قرآن کریم سے بڑا شغف تھا۔ اکثر تلاوت قرآن فرماتے اور اپنے مریدین کو بھی کثرت تلاوت کی تلقین فرماتے، اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ جب بھی کوئی قرآن کریم کی ختم کی تقریب ہوتی اس میں حاضری کو سعادت جانتے، مدارس خصوصاً مکاتب قرآنیہ کی حوصلہ افزائی فرماتے، یہی وجہ ہے کہ اس وقت "اقرأ" کے سینکڑوں اداروں سمیت ہزاروں مکاتب قرآنیہ آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

ایک مرتبہ راقم نے عرض کیا کہ میرے گاؤں میں قرآن کریم پڑھانے کا انتظام نہیں ہے، کیا اس کی میرے اوپر ذمہ داری تو نہیں؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ذمہ داری تو ہے، پھر گھر تشریف لے گئے ایک معتدبہ رقم لا کر میرے سپرد کرتے ہوئے فرمایا اس سے جگہ کا بندوبست کرو، حضرتؒ دو مرتبہ اس مدرسہ میں تشریف لے گئے اور بہت خوش ہوئے۔ آج بھی وہ مدرسہ دارالقرآن یوسفیہ کے نام سے پنجاب کے ایک دیہات میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

اسی طرح اس سال حج سے قبل بندہ کے غریب خانہ پر بچیوں کے مدرسہ یوسفیہ میں میرے بچہ کے ختم قرآن اور خانقاہ زکریا عارفیہ یوسفیہ (ڈالمیا کراچی) کی افتتاحی تقریب میں دوران وعظ فرمایا:

"میں بڑی عمر میں اپنے بیٹے کا قرآن مجید سنتے سنتے حافظ ہوا ہوں اور الحمد للہ کئی بار تراویح میں بھی سنایا ہے اور اس وقت میری اولاد میں بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے نواسیاں اکثر حافظ ہیں۔ حاضرین مجمع سے فرمایا کہ میری ایک بات مانو وہ یہ کہ اپنے بچوں میں سے ایک بچے کو ضرور حافظ بناؤ تاکہ تمہاری نجات کا ذریعہ ہو جائے۔"

اس تقریب میں میرے والد (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دیں) سمیت بہت سے مرد حضرات و خواتین نے حضرت سے بیعت کا بھی شرف حاصل کیا۔

نیز فرمایا کہ اس مدرسہ میں اب بچیوں کے لئے گنجائش نہیں ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مدرسہ کے لئے بڑی جگہ دے دیں اور آپ حضرات اس کے لئے کوشش بھی کریں کہ اسے بڑی جگہ لے کر دیں۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن کریم سے تعلق کا اعلان تھا۔

آپ کا عرصہ دراز سے اعتکاف کا معمول تھا مگر گزشتہ سالوں سے سینکڑوں کی تعداد میں مریدین و متعلقین حضرات کے ساتھ مسجد "فلاح" میں اعتکاف فرماتے تھے۔ بندہ نے ان گناہگار آنکھوں سے دیکھا کہ ضعف کے باوجود مسجد کی اجتماعی تراویح میں قرآن سننے کے بعد اپنے صاحبزادے حافظ محمد یحییٰ سے کھڑے ہو کر مزید تین پارے سنتے تھے اور آدھی رات کے بعد ایک اور قاری صاحب سے کئی پارے سنتے تھے۔ رمضان المبارک کے ابتدائی دنوں میں اپنے خلیفہ مجاز حضرت قاری محمد عبداللہ مرحوم سے تراویح میں ۵، ۶ پارے روزانہ سنتے تھے۔ یہ صرف اور صرف قرآن کریم سے محبت ہی کا نتیجہ تھا۔

آپؒ کا اصلاحی تعلق :

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پہلا اصلاحی تعلق حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے قائم کیا تھا اور بذریعہ خط و کتابت ایک ایک روحانی مرض کا علاج کروایا، (آپؒ کی اپنے شیخ سے یہ خط و کتابت اب بھی محفوظ ہے)۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت بنوریؒ سے استفادہ فرماتے رہے، پھر ریحانۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کو اپنا شیخ بنایا، حضرت شیخ الحدیث نے آپؒ کو جلد ہی خلعت خلافت سے نوازا۔ ان کی اجازت سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نوراللہ مرقدہ کی مجالس میں حاضر ہونا شروع کر دیا تو انہوں نے بھی حضرت شہیدؒ کو اجازت بیعت دی۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت تو چاروں سلسلوں میں تھی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ بیعت سلسلہ چشتیہ میں ریحانۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کی طرف سے فرماتے تھے۔

آپؒ کے خلفاء :

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اپنے شاگرد مولانا محمد حسین حسین پوری مدظلہ العالی کو خلافت سے نوازا، اس کے بعد مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتہم، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی محمد جمیل خان، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا مسعود اظہر، مولانا اعظم طارق، مفتی منیر احمد اخون، مولانا طارق جمیل، حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہم العالی اور راقم الحروف سمیت ۲۴ حضرات کو خلعت خلافت سے نوازا۔

آپؒ کی گرانقدر تصنیفات :

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ، تقاریر اور قلم سے نکلے ہوئے موتیوں پر مشتمل ذخیرہ میں سے جو کتابی شکل میں مرتب ہو چکے ہیں ان کا بالاختصار جائزہ پیش خدمت ہے:

آپؒ کی معروف تصنیف "آپ کے مسائل اور ان کا حل" ۹ جلدوں میں ہے جس میں انسان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی کا ہر مسئلہ آ گیا ہے، عقائد سے لے کر اعمال تک، معاملات سے لے کر معاشرت تک مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح و طلاق، خرید و فروخت، کھانے پینے کے نبوی طریقے، علاج معالجہ، کھیل کود، پردہ، تعلیم، سیاست، شراب نوشی، جوا وغیرہ سب کے احکام موجود ہیں، طالبان دین حق کے لئے یہ ایک عظیم ذخیرہ ہے

"اختلاف امت اور صراطِ مستقیم" میں ایک حق کے متلاشی کے لئے واضح روشنی موجود ہے۔

"عہد نبوت کے ماہ وسال" یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے سن وار حالات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح "شخصیات و تاثرات" میں ان بزرگان دین کے حالات زندگی ہیں جو آپؒ کی حیات میں رخصت ہوئے اور آپؒ نے ان پر بیانات میں لکھا۔

"حسن یوسف" یہ کتاب دینی مدارس، شعائر اسلام، نفاذ شریعت پر اٹھائے گئے اعتراضات کے مدلل و مسکت جوابات پر مشتمل، آپؒ کے گرانقدر مقالات ہیں۔

"رسائل یوسفی" اس میں ذکریوں کے عقائد، انکار حدیث کیوں؟، عورت کی سربراہی، ترجمہ قرآن علی وغیرہ رسائل ہیں۔

"ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول" آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے الفاظ کا مجموعہ ہے۔

"الطیب النغم" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں ہے۔

"عصر حاضر احادیث کے آئینہ میں" اس میں قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر ہے۔

"سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ" امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی سوانح مبارک ہے۔

"اصلاحی مواعظ" اس میں حضرت شہیدؒ کے اسرار و حکم سے پُر مواعظ ہیں۔

"سوانح حضرت شیخ الحدیثؒ" یہ کتاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی حیات و سوانح ہے۔ جس کی تالیف و ترتیب آپؒ نے حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب کے ایما پر فرمائی۔

"حجۃ الوداع و عمرات النبیؐ" اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع اور عمروں کی تفصیلات ہیں دراصل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے عربی رسالہ کا ترجمہ ہے اور حج و عمرات نبویؐ پر لاجواب مجموعہ ہے۔

"تجدد پسندوں کے نظریات" اس کتاب میں ان لوگوں پر رد ہے جنہوں نے اسلام کو بگاڑ کر غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوششیں کیں۔

"دنیا کی حقیقت" اور "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات" ان دونوں جلدوں میں حدیث کی معروف کتاب ترمذی شریف میں مذکور احادیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح ہے۔

"تحفہ قادیانیت" (تین جلدیں) یہ تینوں جلدیں قادیانیت کے دجل و فریب کے پردے کو چاک کرنے والی ہیں اور بھٹکے ہوئے مرزائیوں کو پکار پکار کر دعوت اسلام دے رہی ہیں۔

یہ تھیں حضرت شہیدؒ کی خدمات جلیلہ کی چند جھلکیاں، ابھی تو بیش بہا ذخیرہ غیر منظم و مرتب ہونے کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور امت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور حضرت شیخ شہیدؒ اور راقم الحروف سمیت تمام رفقا کار کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

قادیانیت کا تعاقب:

یوں تو حضرت شہیدؒ ہر فتنہ کے لئے سد سکندری ثابت ہوئے، لیکن جو کام تھا آپؒ سے اللہ تعالیٰ نے سارقین نبوت، انگریز کے خود کاشتہ شجرۂ خبیثہ قادیانیت کے خلاف لیا ہے اتنا کام ایک مستقل جماعت کے کرنے کا تھا، آپؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں باقاعدہ طور پر محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی امارت کے دور میں کام شروع کیا۔ ۱۹۷۴ء کے آخر میں دفتر ختم نبوت ملتان تشریف لائے، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی رہنمائی میں قادیانیت کا باقاعدہ مطالعہ شروع فرمایا، کئی ایک رسائل: قادیانیوں کو دعوت اسلام، ربوہ سے تل ابیب تک، مرزائی اور تعمیر مسجد وغیرہ مرتب فرمائے۔ حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف "خاتم النبیین" کا ترجمہ فرمایا اور کئی ایک دوسری کتب کی اشاعت کا بندوبست فرمایا۔ حضرت بنوریؒ کے انتقال کے بعد مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم مرکزی امیر منتخب ہوئے اور مفتی احمد الرحمنؒ نائب امیر بنے۔ حضرت مفتی صاحب کے وصال کے بعد حضرت شہیدؒ کو نائب امیر منتخب کیا گیا اور آپ اس عہدہ پر تادم شہادت فائز رہے۔ حضرت شہیدؒ نے قادیانی مسائل، قادیانیت کے خلاف تحریر فرمائے جو تحفہ قادیانیت کے نام سے تین جلدوں میں منظر عام پر آچکے ہیں اور چوتھی جلد زیر طبع ہے۔

اس وقت قادیانیت کے خلاف پڑھا جانے والا لٹریچر ۹۰ فیصد حضرت شہیدؒ کا تحریر کردہ ہے، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان، مسجد باب رحمت، دفتر کراچی، لندن کا دفتر اور چناب نگر کے مدرسہ و مسجد کی تعمیر میں آپؒ کا نمایاں کردار ہے۔ آپؒ نے برطانیہ، افریقہ، انڈونیشیا وغیرہ کئی ممالک کے تبلیغی دورے کئے اور لاکھوں لوگوں کو فتنہ قادیانیت کی دسیسہ کاریوں اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کروایا، وفاقی شرعی عدالت، سپریم کورٹ و دیگر کئی عدالتوں میں آپؒ کے ایمان افروز بیانات ہوئے۔ جنوبی افریقہ کی عدالتی کارروائی میں آپؒ برابر شریک رہے، ہر سال چناب نگر میں مبلغین ختم نبوت کی ایک بڑی تعداد کو قادیانیت کے خلاف دلائل حقہ سے لیس فرماتے رہے۔

راقم الحروف کا حضرتؒ سے تعلق:

شوال ۱۴۰۶ھ کی بات ہوگی کہ میرے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ سے جو میں نے بیعت کی تھی اس کی تجدید ہونی چاہئے، یوں تو یہ خیال کئی مرتبہ دل میں آیا لیکن یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اب اپنا ہاتھ کس کے ہاتھ میں دوں؟ ایک دن ہمت کر کے سیدی و مرشدی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ سے دفتر واقع جامعۃ العلوم الاسلامیہ پہنچ گیا، یوں تو میں ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۲ء تک جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ۴ سال تک تعلیم حاصل کرتا رہا لیکن بدقسمتی سے حضرت شہیدؒ کے پاس زیادہ حاضری کا موقع نہ ملا، دو، تین بار شاید استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سلام پہنچانے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ حضرت شہید کا نام تو میں نے کراچی آنے سے قبل ہی بینات میں پڑھ رکھا تھا کیونکہ (درجہ ثانیہ سے ہی بینات سمیت کئی رسالوں کا باقاعدہ خریدار تھا) احقر نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی گزارش کی، آپؒ نے شفقت فرماتے ہوئے شرف قبولیت بخشا۔ اس وقت میں اوقاف کی ایک مسجد میں امام و خطیب تھا باقی فارغ وقت میں حضرتؒ کے پاس حاضری دینے لگا ایک دن حضرتؒ نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا فارغ ہوں۔ حضرتؒ نے مولانا سعید احمد جلالپوری (اللہ تعالیٰ ان کی عمر و علم میں برکت عطا فرمائے اور حضرت شہیدؒ کے مشن کو خوب احسن طریقہ سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) سے مشورہ کے بعد "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کا کام میرے سپرد کر دیا۔ بندہ نے اس کو خدمت دین اور حکم شیخ سمجھ کر بسم اللہ کر دی۔ مرشدی حضرت شہیدؒ کے ساتھ خادم کو اللہ تعالیٰ نے کم و بیش پندرہ سال خدمت کا شرف بخشا، اس عرصہ میں کئی نشیب و فراز بھی آئے، لیکن حضرتؒ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے استقامت عطا فرمائی۔ باوجودیکہ یہ ناکارہ ہمیشہ سے کوتاہ کام و دست کام رہا لیکن پھر بھی حضرت شیخ شہیدؒ نے حسن ظن فرماتے ہوئے اس کو رباطن کو اپنے مجازین بیعت میں جگہ دی۔ چند سال قبل راقم الحروف کی اہلیہ نے بھی حضرتؒ سے بیعت کر لی تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی برکت سے اس ناکارہ کو اس سپرد کردہ عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور عمر بھر بزرگوں کے ساتھ جوڑے رکھے اور آخرت میں بھی ملحق بالصالحین فرمائے۔ (آمین)

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت پر

سید امین گیلانی (لاہور)

اے قحبہ دنیا، ترے قابو میں نہ آیا
وہ عاشق عقبیٰ ترے قابو میں نہ آیا

سو مکر کیے تو نے کہ قابو میں وہ آئے
یوسف تھا، "زلیخا" ترے قابو میں نہ آیا

تو نے تو بہت دام بچھائے اری دنیا
جنت کا پرندہ ترے قابو میں نہ آیا

تو کہتی تھی یوسفؒ تو فرشتہ ہے فرشتہ
دیکھا وہ فرشتہ ترے قابو میں نہ آیا

انسان کی ہستی تو ہے اک سائے کی مانند
ہاں ہاں! وہی سایا ترے قابو میں نہ آیا

اے دل تجھی مہینوں سے ملاقات کی خواہش
اے دل وہی لمحہ ترے قابو میں نہ آیا

بہہ نکلے ہیں تیرے غم یوسفؒ میں جو آنسو
یہ درد کا دریا ترے قابو میں نہ آیا

کتنے ہی بزرگوں کی امینؔ میتیں دیکھیں
تقدیر کا لکھا ترے قابو میں نہ آیا

یوسفؒ تجھے ملنا تھا، جو انعام لکھا تھا
قدرت نے شہیدوں میں ترا نام لکھا تھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی سرگرمیاں

گوجرانوالہ (حافظ محمد ثاقب) شہید اسلام، محقق العصر، پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی شہادت کی خبر نہایت افسوس اور دکھ سے سنی گئی۔ ۱۸/ مئی کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد چوک میں ہنگامی اجلاس ہوا، جس کی صدارت مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد نے کی۔ اجلاس میں حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا فقیر اللہ اختر، پروفیسر محمد اعظم، پروفیسر محمد انور، محمد امان اللہ قادری، حافظ شوکت محمود صدیقی، احمد حسین زید، مولانا قاری منظور احمد، مولانا سید عبدالمالک شاہ، حافظ محمد الیاس، حافظ احسان الواحد، ماسٹر عنایت اللہ اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس المناک واقعہ پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

۱۹/ مئی کو توہین رسالت آرڈی نینس کے طریقہ کار میں ترمیم، پی سی او میں اسلامی دفعات کی شمولیت، جمعہ کی چھٹی اور این جی اوز پر پابندی کے سلسلہ میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ جمعہ کے اجتماعات میں مولانا لدھیانویؒ کی شہادت پر یوم احتجاج منایا گیا۔ خطبائے شہر نے قراردادوں کے ذریعہ اس واقعہ کی مذمت کی اور مولاناؒ کے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ بعد ازاں حیدری ہال میں عالمی مجلس کے زیر اہتمام قرآن خوانی ہوئی جس میں دیگر زعما کے علاوہ سپاہ صحابہؓ کے مولانا پیر غلام کبریا شاہ، مدرسہ نصرت العلوم کے ناظم مولانا حاجی ریاض احمد سواتی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ محمد ثاقب، جمعیت اہلسنت والجماعت کے رہنما قاری عبدالغفور مت قادری، جمعیت شبان اہلسنت کے نگران میاں محمد اسمٰعیل اختر، حافظ عبدالرشید قادری، تحریک احیاء سنت کے رہنما قاری عبدالرشید، محمد اشرف اعوان، ڈاکٹر احمد قیصر، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا قاری منظور احمد، ڈاکٹر محمد ارشد تاب، بابر رضوان باجوہ، قاری شمس الدین، مولانا علی احمد جامی، مولانا محمد جمیل گجر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری جنرل قاری محمد یوسف عثمانی، نائب امیر مولانا عبدالقدوس عابد، جوائنٹ سیکریٹری حافظ احسان الواحد، رابطہ سیکریٹری پروفیسر محمد اعظم، سیکریٹری مالیات پروفیسر حافظ محمد انور، بزم صفدر پاکستان کے سربراہ مولانا محمد ایوب صفدر اور قاری عبداللطیف شامل تھے۔ بعد ازاں احتجاجی جلسہ ہوا جس کی صدارت علامہ محمد احمد لدھیانوی نے کی۔ جلسہ سے جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکریٹری مولانا سید عبدالمالک شاہ، ڈویژنل جنرل سیکریٹری ڈاکٹر غلام محمد، جمعیت اہلسنت والجماعت کے سیکریٹری جنرل مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، سپاہ صحابہؓ کے رہنما مولانا عبدالرزاق، شیخ الحدیث مولانا عبدالقدوس قارن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات سید احمد حسین زید اور پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کیا۔

۲۳/ مئی کو مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کانفرنس ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈویژنل امیر اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ڈکٹیٹر مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد نے کی۔ جلسہ سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر سابق سینیٹر و ایم این اے مولانا حافظ حسین احمد، پاکستان شریعت کونسل کے سیکریٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رابطہ سیکریٹری مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے سالار مولانا حافظ رشید احمد، جمعیت علماء اسلام کے سالار مولانا حافظ رشید احمد، جماعت اہلسنت پاکستان کے راہنما مولانا رحمت اللہ نوری، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکریٹری ڈاکٹر غلام محمد، سپاہ صحابہؓ پنجاب کے سابق صدر مولانا محمد نواز ... جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ کے امیر رانا خالد محمود تنویر، جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے سیکریٹری جنرل مولانا حافظ محمد صدیق، بزرگ عالم دین اور جمعیت علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر علامہ محمد احمد لدھیانوی، جمعیت اہلسنت والجماعت کے سیکریٹری جنرل مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، ختم نبوت لاء فورم کے صدر میاں نذیر احمد ایڈووکیٹ، خطیب اعظم کاموکی مولانا قاضی منصور الحق رانجھا، جمعیت علماء اسلام ضلع فیصل آباد کے امیر اور جامعہ احیاء العلوم ماموں کانجن کے مہتمم مولانا ضیاء الدین آزاد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب، مولانا فقیر اللہ اختر، مجلس علماء پاکستان کے سیکریٹری اطلاعات شیخ عبدالستار قادری، مجاہد رہنما مولانا محمد اسلم کامرودی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔

مولانا حافظ حسین احمد نے کہا کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قتل میں این جی اوز ان کے عہدیداروں، سرپرستوں اور مرزائیوں کو شامل تفتیش کیا جائے تو تمام سازش بے نقاب ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی آئین کی اسلامی دفعات کی منسوخی کے لئے مسلسل سازشیں کر رہے ہیں، لیکن اگر اس آئین کو چھیڑا گیا تو اس کی کرچیوں سے اس کو توڑنے والا ہی لہولہان ہوگا۔ مولانا اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ مولانا یوسف لدھیانویؒ کاروان بخاریؒ کے عظیم قائد تھے، جنہوں نے امیر شریعتؒ کے مشن کو دنیا بھر میں پہنچایا۔ ان کا قتل ایک فرد کا قتل نہیں، ایک تحریک کا قتل ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ مولاناؒ کو حقیقی خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کے مشن سے وابستگی کو مضبوط رکھا جائے۔ مولانا رحمت اللہ نوری نے کہا کہ مولانا لدھیانویؒ علم و عرفان کا آفتاب تھے کہ ان سے کراچی اور پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ضوفشاں تھا۔ مولاناؒ کا قتل ایک عالم کا نہیں بلکہ ایک عالم کا قتل ہے۔ جلسہ میں ایک قرارداد کے ذریعہ مرزا طاہر کو انٹرپول کے ذریعے طلب کر کے شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

شاہ فیصل میں عیسائیوں و قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیاں

کراچی(پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا عبدالقیوم نعمانی، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا محمد اشرف کھوکھر، محمد انور نے ڈسٹرکٹ ایسٹ کراچی کی انتظامیہ بالخصوص ایس ڈی ایم شاہ فیصل اور ایس ایچ او شاہ فیصل تھانہ کی توجہ ڈرگ روڈ کے علاقہ میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی ناجائز اور غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے ان سے مطالبہ کیا کہ ان واقعات کا فی الفور نوٹس لے کر کارروائی کی جائے اور ان غیر قانونی سرگرمیوں کو بند کرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیوں کی تبلیغی ٹیمیں ڈرگ روڈ کے علاقے میں گھر گھر جاکر مسلمانوں کو عیسائیت کا تبلیغی لٹریچر تقسیم کررہی ہیں۔ اس کے علاوہ عبادت کے نام پر مختلف مقامات پر ایسے پروگرام کئے جارہے ہیں جس سے علاقے کے عوام میں اشتعال پھیل رہا ہے اور نقص امن کا خطرہ درپیش ہے۔ دوسری طرف قادیانیوں نے پلاٹ نمبر 26/165 کو "احمدیہ بیت المبارک" کے نام سے غیر قانونی طور پر مسجد کی شکل دینے کی کوشش شروع کردی ہے اور گنبد اور محراب وغیرہ کی تعمیر کے ذریعہ عمارت کی توسیع میں لگے ہوئے ہیں۔ واضح رہے کہ قانونی طور پر قادیانیوں کے لئے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی شکل دینا ممنوع اور قابل تعزیر جرم ہے۔ ان سرگرمیوں کے خلاف ایس ڈی ایم شاہ فیصل اور ایس ایچ او شاہ فیصل پولیس اسٹیشن کو تحریری درخواستیں بھی دی گئیں، لیکن انتظامیہ نے بجائے ان سرگرمیوں کا سدباب کرنے کے درخواست دہندگان کے خلاف ہی تفتیش شروع کردی۔ علماً کرام نے مطالبہ کیا کہ حکومت فی الفور ان سرگرمیوں کا سدباب کرے اور مسلمانوں میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کرے اور پاکستان کے قانون کے تحت قادیانیوں اور عیسائیوں کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں سے باز رہیں۔ علماً کرام نے کہا کہ حکومت نے خفیہ میں اقلیتوں کو غیر قانونی آزادیاں دے رکھی ہیں، جس سے مسلمانوں میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہورہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماً کے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے پر پابندی لگائی جاتی ہے لیکن اقلیتوں کے تبلیغی پروگراموں میں لاؤڈ اسپیکر کے کھلے بندوں استعمال پر کوئی پابندی نہیں۔ انہوں نے اس امتیاز کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ جب یورپی ممالک میں مسلمانوں کو لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے کی آزادی نہیں تو پاکستان بھر میں یہ آزادی اقلیتوں کو کیوں فراہم کی جاتی ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر پر اپنی عبادات اور تبلیغ کریں؟ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں ایک عیسائی یا قادیانی قتل ہو جائے تو پاکستان بھر میں انسانی حقوق کی تنظیمیں اور عالمی سطح پر ایمنسٹی انٹرنیشنل ایشیا واچ اور امریکہ کا اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ رپورٹیں شائع کرنے لگتے ہیں اور بے جا واویلا شروع کردیتے ہیں لیکن پاکستان میں علماً کرام کے قتل عام پر ان سب نے مجرمانہ خاموشی اختیار کررکھی ہے۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف یہ قوتیں متحد ہوچکی ہیں اور پاکستان میں پلاننگ کے ذریعہ عدم استحکام کی فضا پیدا کی جارہی ہے۔

بنوں میں قادیانی گھرانہ کا قبول اسلام

ضلع بنوں (نور شاہد جہاں) بنوں شہر سے تقریباً بیس میل دور عظیم کلہ وزیر میں محمد شبلی اور ان کا پورا خاندان جو کہ عرصہ دراز سے مرزائی / لاہوری گروپ سے منسلک تھے۔ حضرات علماً کرام کی شب و روز محنت اور دعاؤں سے مورخہ ۳۰ / اپریل ۲۰۰۰ء کو ہزاروں افراد کی عظیم اجتماع اور علاقے کے جید علماً کرام کی موجودگی میں مرزائی عقیدے سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد گھرانے کے سربراہ محمد شبلی صاحب جو حقیقتاً ایک معزز، قابل قدر اور بارسوخ شخصیت ہے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حقیقت میں آج ہمیں ایک نئی زندگی ملی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک سچا دین ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

اس موقع پر محمد شبلی اور ان کے بیٹے بھتیجے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں، بہت مطمئن اور نہایت ہی خوش تھے۔ علاقے کے لوگ مسلسل ان کو مبارکباد دینے کے لئے آرہے ہیں۔

۱: محمد شبلی (سربراہ) سابقہ محکمہ تعلیم، ۲: محمد قوی ولد محمد شبلی، ۳: محمد مسلم ولد محمد شبلی ہیڈ ماسٹر، ۴: محمد محسن ولد محمد شبلی ہیڈ کلرک، ۵: محمد اسرائیل ولد محمد شبلی سپروائزر، ۶: محمد میکائیل ولد محمد شبلی سب انجینئر، ۷: محمد یٰسین ولد محمد شبلی کنزرویشن آفیسر، ۸: عبدالحسن ولد محمد شبلی ماسٹر، ۹: ڈاکٹر شمس الہادی، ۱۰: محمد انیس پسران عبدالباقی (آنجہانی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دین اسلام پر استقامت نصیب کرے۔ اور پوری امت مسلمہ کو قادیانی فتنے سے بالخصوص اور بالعموم دیگر تمام فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

علماً کرام جن کی موجودگی میں یہ خاندان مشرف بااسلام ہوا۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱: بزرگ عالم دین سید مولانا نور شاہ صاحب فارغ التحصیل دیوبند ڈمنڈی کلہ، ۲: مولانا شیر محمد صاحب ڈمنڈی کلہ، ۳: مولانا محمد اسحٰق صاحب مہتمم احسن المدارس احسن آباد عیسیٰ خیل بنوں، ۴: مولانا خلیل الرحمٰن صاحب کر کلہ، ۵: مولانا شیر نواز صاحب سیفل خیل، ۶: مولانا عبدالرحمٰن صاحب بازید خیل ۷: مولانا قمر الزمان صاحب لنڈیواہ، ۸: مولانا عمر زمان صاحب لنڈیواہ اور دیگر معزز حضرات نے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام پر استقامت نصیب کرے۔

قادیانیت سے متعلق ترامیم عبوری آئین میں شامل کرانے کے لئے کردار ادا کروں گا

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت نے پوری امت مسلمہ کو غمزدہ کر دیا

سیکورٹی کونسل کے رکن ڈاکٹر محمود غازی کی مولانا طیب لدھیانوی اور دیگر سے اظہار تعزیت

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تعزیت کے لئے رکن سیکورٹی کونسل ڈاکٹر محمود احمد غازی جامع مسجد فلاح پہنچے اس موقع پر مولانا محمد طیب لدھیانوی، مفتی منیر احمد اخون، مفتی محمد جمیل خان، حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی، حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا محمد اشرف کھوکھر سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولاناؒ کی شہادت اگرچہ ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے مگر امت مسلمہ اور ملت پاکستان کے لئے خسارہ عظمیٰ ہے۔ آپ کی شہادت سے پوری امت مسلمہ غم زدہ ہے، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ناموس رسالتؐ تھے اور عقیدۂ ختم نبوت سے تحفظ کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں رہتے تھے تو ہین رسالت قانون میں تبدیلی نہ کرنے اور عبوری آئین میں اسلامی دفعات کو شامل کرنے کے لئے سب سے پہلے انہوں نے ایک خط کے ذریعہ مطالبہ کیا۔ مولاناؒ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے میں قادیانیت سے متعلق ترامیم کو عبوری آئین میں شامل کرانے کے لئے اپنا کردار ادا کروں گا۔

دریں اثناء سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ خلیفہ عبدالقیوم نے جامع مسجد فلاح میں [illegible] سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ [illegible] شہید [illegible] سے قاتل درندوں نے اسلام [illegible] کی خواہش ہے [illegible] ختم [illegible] طلب سے [illegible] بہت بڑی بھول ہے، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کا مشن جاری رہے گا۔ ([illegible])

وزیر مذہبی امور [illegible] مالک کاسی نے مولانا محمد طیب لدھیانوی سے جامع مسجد فلاح میں تعزیت کرتے ہوئے [illegible] پاکستان کا استحکام اور اسلامی [illegible] ختم کرنے کے لئے علمأ کرام کو شہید کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت نے اس کا عزم کیا ہے کہ وہ علمأ کرام اور مذہبی شخصیات کو ہر ممکن تحفظ فراہم کرے گی اور ملک میں فرقہ واریت کا خاتمہ کر کے دم لے گی۔

جبار کارپٹس

ڈیلرز

☆ زینت کارپٹ ☆ مون لائٹ کارپٹ ☆ نیر کارپٹ
☆ ثمر کارپٹ ☆ وینس کارپٹ ☆ اولمپیا کارپٹ

مساجد کے لئے خاص رعایت

۴۔ این آر ایو نیو نزد حیدری پوسٹ آفس
بالمقابل جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

Phone : 6646888-6647655
Fax : 092-21-5671503

آہ! داعی اسلامؒ راہی ملک عدم ہوئے!!

ولی کامل، ہادیٔ دوراں، راہ سلوک و احسان کے مصلح، کئی اعلیٰ اسلامی درسگاہوں کے روح رواں، علم اور حلم کے کوہ گراں، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے سانحہ شہادت سے عالم اسلام کا ہر مسلم جس غم و الم اور صدمہ سے دوچار ہوا اس کو الفاظ کا جامعہ پہنانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ذیل میں حضرت سے آپ کے ادنیٰ خادم کے تاثرات معری مضمون شائع کیا جارہا ہے ملاحظہ فرمائیں .... (مدیر)

عدو اسلام کی اک عرصہ سے عالم اسلام سے مرحلہ وار معرکہ آرائی اس کے حسد، بغض، حرص، ہوا اور حصول مادی وسائل کا رد عمل ہے۔ ہر اسلامی ملک، الحاد، گمراہی کے سوداگر عدو اسلام کے مکر اور دھوکہ کو مسلسل سہہ رہا ہے اور عدو اسلام کی مادی وسائل سے ہر طرح سروری کی سعی لاحاصل۔ عالم اسلام کے سکھ اور سدھار کی ہر سعی مسعود کے آگے رکاوٹ ہے اس لئے کہ وہ رسل و رسائل سے مالا مال ہے مگر عالم اسلام اللہ کے سہارے سدھار کے ہر کام و گام کے لئے مصمم ارادہ سے رواں دواں ہے۔ ہر مسلم کو معلوم ہے کہ اللہ کے ہاں کالا اور گورا مساوی ہے اور اولاد آدم ہے، مگر سائل کار کا مگار وہ ہے کہ صدا سدھار کی سعی کرے، اللہ سے ڈرے اور اللہ سے لو لگائے رکھے، ہر لحہ اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیٰ رسولہ) کے حکموں میں صدا کی کامگاری ہے۔

عدو اسلام کی ساری کی ساری سعی مادی وسائل کے حصول کے لئے ہے، اس لئے سارا عالم الحاد و گمراہی کے سوداگروں کے مکر سے مسموم ہے اور سادہ دل مسلم کے لہو سے ہر ڈگر لہو آلود ہے۔

عصر رواں گواہ ہے کہ عالم اسلام کے داعی، راہ سلوک و احسان کے مصلح، کئی ملکی اعلیٰ اسلامی درسگاہوں کے روح رواں، امام العصر، کارواں احرار کے سالار اول، امام الحلماء، کردار و عمل کے اعلیٰ مدرس، محور اصلاح احوال، ہادیٔ دوراں، علم و عمل اور حلم کے کوہ گراں، "ولی کامل" (اک صدا کے ہمدم اور اک اولاد سے ہے کہ) ہر روز کے معمول صدا کے معمول سے گھر سے عالم اسلام کی اعلیٰ درسگاہ کو رواں دواں ہوئے۔ گھر سے معمولی سا آگے کار کی مدار الحاد و گمراہی کے سوداگروں کے آلہ کار دو سوار اسکوٹروں سے آگے آئے، اک لحہ کے لئے کار کا رکنا ہوا اور گمراہ سوار اسلحہ سے حملہ آور ہو گئے۔۔۔۔ وہ گوئی مادی اور عدو اسلام کے سرداروں کے ہاں دوڑ گئے۔ "ولی کامل" اور اک صدا کے ہمدم و ہمراہی گھائل ہو کر ہر دو راہی ملک عدم ہو گئے (رحمہم اللہ)

اور اک مرد صالح کہ اولاد سے گھائل ہوا، کار لہو آلود ہو گئی، داعی اسلامؒ کا اس حال اللہ سے وصال ہوا کہ "لا الہ الا اللہ" کا ورد رہا، مگر سارے عالم اسلام و داعی اسلام کے وصال کی اطلاع ہوئی، ہم ولی کامل کی دعائے سحر گاہی سے محروم ہو گئے۔ سارے مسلم درد کے مداوا اور دلوں کے مصلح سے محروم ہو گئے سارا ملک اداس ہے، ہوا گم سم، مہر و ماہ اور آسماں رو رہا ہے، سادہ دل مسلم، اس درد و الم اور صدمہ کا کس کے آگے کلام کرے؟

ہائے رے اللہ! اے مالک الملک، کردگار عالم

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

کے کس کے آگے آہ کرے؟ ملک اور اسلام کی سرحدوں کے رکھوالے علماء اسلام ہی اعداء اسلام کے وار اور حملہ کا ٹارگٹ کس لئے؟ حالاں کہ علماء اسلام ہی صدا سدھار علم و عمل اور کردار کی لو سے عالم کو آگے لائے اور ہر ڈگر علماء اسلام ہی کے لہو سے لہو آلودہ ہے۔

اے اللہ! ہمارے دل دکھ و الم اور صدموں سے گھائل ہو گئے، سو ہمارے درد و الم کے مداوا کا آسرا ہے۔ اے مالک الملک! ہر مسلم، ہر کلی دل لہو رو رہا ہے، ہر اک کے دکھ اور درد کا مداوا کر دے۔

داعی اسلام رحمہ اللہ دعائے سحر گاہی کی مراد حاصل کر کے اللہ کے ہاں کامگار ہو گئے مگر مسلماں دورا ہے کا راہی ہوا ہے، مرحوم کی داعی اسلام کے حوالے سے اعلیٰ کارکردگی اور سدھار کی سعی مسعود کو سارے عالم، سراہا ہے داعی اسلام رحمہ اللہ ساری عمر صوم صلوٰۃ اور اصلاح رسوم کے لئے محو کام رہے، ساری عمر اللہ کے ورد سے آسودہ حال رہے، رواں رواں کلام اللہ کے ورد سے مسرور رہا۔ "ولی محمد" کہ اداللہ دھاروی اور اللہ داد مرحوم سے حاصل کئے ہوئے علم و عمل کو اول اول "دارالعلوم" کو لکھا اور داد کمال علم حاصل کی۔ اس کے علاوہ سا تھ رسائل اعدائے اسلام کے رد کے لئے لکھے اور لاکھوں لوگوں کو راہ ہدیٰ دکھائی، لاکھوں لوگ علم و عمل اور کردار کی لو سے مالا مال ہوئے، سالہا سال کلام اللہ کے ورد کئے اور کہا کہ:

"لوگو! اولادوں کو کلام اللہ سکھاؤ کامگار ہو گے"

اور سالہا سال اسی کلام اللہ کی مٹھاس سے لوگ مالا مال ہوئے، داعی اسلام رحمہ اللہ عمر کے کئی سال حرم کی اور عمروں سے مسرور رہے، اس کے علاوہ دوسرے ملکوں کو گئے، اس طرح کے ولی کامل کو عدو اسلام حملہ آور ہو کر سائل کار حملہ آور کہاں گئے؟

سوال ہے ملک کے صدر سے! اعلیٰ حکام سے! رسل و رسائل، امن و سدھار کے سارے دعوے کہاں گئے؟

اے حاکمو! ہمارا ملک لا الہ الا اللہ کی رو سے ہے، ہمارا ملک اسلامی ملک ہے، ملک کے اک ولی کامل کے لہو سے ڈگر کو لہو آلود کر کے عدو اسلام کہاں گئے؟ ہمارا سوال ہے ساروں سے؟ عالم اسلام کو لہو رلا کے اعداء اسلام کہاں گئے؟

اے حکمراں اور اعلیٰ حکام! اللہ کی لاٹھی سے ڈرو ملکی رسل و رسائل سے کام لو اور اعداء اسلام کے آلہ کاروں کو سر عام الٹا لٹکاؤ۔ آگاہ رہو ہر آدمی اللہ کے آگے مسئول ہے، سائل کار اللہ ساروں سے سوال کرے گا کہ اس معاملے سے لاعلم رہے ہو؟۔۔

اہل اسلام عدو اسلام سے مٹ سکے کہاں؟ کہ مسلم کا ہر کام و گام ہے سدھار کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیر اہتمام

پندرھویں سالانہ عظیم الشان

ختم نبوّت کانفرنس برمنگھم

۶ اگست ۲۰۰۰ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم
صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9
۹ ایچ زیڈ یو کے
فون: 020-7737-8199